2
13
ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۷ مارچ سنہ ۱۹۵۹ء
قیمت
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

درمیانی نماز ظہر کی ہے

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَلَمْ يَكُنْ يُصَلِّي صَلٰوةً أَشَدَّ عَلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا فَنَزَلَتْ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقَالَ إِنَّ قَبْلَهَا صَلٰوتَيْنِ وَبَعْدَهَا صَلٰوتَيْنِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ

زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز پڑھتے تھے سویرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ پر ان تمام نمازوں میں جو وہ پڑھتے تھے ظہر کی نماز سے زیادہ سخت کوئی نماز نہ تھی پس یہ آیت نازل ہوئی حافظوا علی الصلوٰۃ الوسطیٰ یعنی محافظت کرو نمازوں کی خصوصاً درمیانی نمازوں کی۔ زیدؓ بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ درمیانی نماز سے دو نمازیں پہلے ہیں اور دو بعد میں (احمد ابوداؤد)

اذان و تکبیر کہنے کا طریقہ

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ إِذَا أَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ فَإِذَا أَقَمْتَ فَاحْدُرْ وَاجْعَلْ بَيْنَ أَذَانِكَ وَإِقَامَتِكَ قَدْرَ مَا يَفْرُغُ الْآكِلُ مِنْ أَكْلِهِ وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهِ وَالْمُعْتَصِرُ إِذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهِ وَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْمُنْعِمِ وَإِسْنَادُهُ مَجْهُوْلٌ

جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ سے فرمایا کہ جب تو اذان کہے تو ٹھہر ٹھہر کر کہہ اور جب تکبیر کہے تو جلدی جلدی کہہ اور اذان اور تکبیر کے درمیان اتنا فاصلہ رکھ کہ فارغ ہو جائے کھانے والا اپنے کھانے سے اور پینے والا اپنے پینے سے اور قضائے حاجت کرنے والا اپنی حاجت کو رفع کرنے سے اور اُس وقت تک نماز کے لئے کھڑے نہ ہو جب تک کہ تم دیکھ نہ لو (ترمذی)

جو اذان کہے وہی تکبیر کہے

عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ قَالَ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُؤَذِّنَ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَأَذَّنْتُ فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُقِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَخَا صُدَاءٍ قَدْ أَذَّنَ وَمَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيْمُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

زیادؓ بن الحارثؓ صدائی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا کہ اذان کہہ تو نماز فجر کی۔ پس اذان کہی میں نے پھر ارادہ کیا بلال نے تکبیر کہنے کا پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے بھائی صدائیؓ نے اذان کہی ہے اور جو شخص اذان کہے وہی تکبیر کہے (ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

نماز کیلئے جگانے کا حکم

عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ فَكَانَ لَا يَمُرُّ بِرَجُلٍ إِلَّا نَادَاهُ بِالصَّلٰوةِ أَوْ حَرَّكَهُ بِرِجْلِهِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ

ابوبکرہؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز کو نکلا پس جو شخص راستہ میں ملتا آپ اُس کو نماز کے لئے بلاتے یا (سوتا ہوتا تو) اپنے پاؤں سے اس کے پاؤں کو حرکت دیتے تھے (ابوداؤد)

اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیاں رکھنے کا حکم

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَذِّنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَجْعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِيْ أُذُنَيْهِ وَقَالَ إِنَّهُ أَرْفَعُ لِصَوْتِكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

عبدالرحمٰنؓ بن سعد بن عمار بن سعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن نے کہا ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے والد سعد نے اپنے باپ عمار سے اور عمار نے سعد سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا بلالؓ کو کہ اذان دیتے وقت اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں داخل کرے کہ یہ تیری آواز کو بہت بلند کر دینے والا ہے۔ (ابن ماجہ)

اذان دینے کی فضیلت

عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُوْنَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

معاویہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اذان دینے والے لوگ قیامت کے دن لمبی گردنوں والے ہوں گے

اذان دینے سے شیطان بھاگتا ہے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِيْنَ فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ حَتّٰى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ أَدْبَرَ حَتّٰى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ أَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ابوھریرہؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو پشت دے کر بھاگتا ہے شیطان اور ہوتی ہے اس کے واسطے آواز گوز کی (یعنی گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے) تاکہ اذان کی آواز اس کے کان میں نہ پہنچے۔ پس جب ختم ہو جاتی ہے اذان تو واپس آجاتا ہے تاکہ خطرہ ڈالے انسان کے دل میں اور یاد دلائے اس کو وہ چیزیں جو اس کو یاد نہ تھیں۔ یہاں تک کہ بھول جاتا ہے آدمی کہ کتنی رکعت نماز پڑھی (بخاری و مسلم)

اذان دینے کی فضیلت

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَإِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

ابوسعید خدریؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں سُنتے جن اور انسان اور نہ کوئی دوسری شئے مؤذن کی انتہائی آواز کو مگر یہ کہ شہادت دیں گی وہ قیامت کے دن اس کی۔

(بخاری)

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۴ | ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ ہجری مطابق ۲۷ مارچ ۱۹۵۹ عیسوی | نمبر ۴۶

خاندانی منصوبہ بندی

یہ ایک حقیقت ہے کہ یورپ اور امریکہ والوں کا تعلق باللہ بگڑ چکا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس نہ ان کی آسمانی کتاب محفوظ ہے اور نہ نبی کا اسوۂ حسنہ وہ خدا پرستی کی بجائے مادہ پرست ہوگئے ہیں۔ دنیا ہی ان کا اوڑھنا اور بچھونا ہے آخرت کی زندگی ان کی نظروں سے اوجھل ہو چکی ہے۔ اس لئے ان کی طرف سے جو نئی تحریک شروع کی جاتی ہے۔ کفر و الحاد اس کا لازمی جزو ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ کچھ عرصہ سے یورپ اور امریکہ عالمی سیاست پر چھائے ہوئے ہیں۔ ان کے قبضہ میں قارون کے خزانے ہیں۔ جن کے انہوں نے منہ کھول رکھے ہیں۔ ان حالات میں مسلمان حکومتیں ان کی کفر و الحاد کی ہر تحریک کو آیۂ رحمت سمجھ کر اس کو اپنی نجات کا واحد ذریعہ سمجھنے لگی ہیں۔ ان میں سے تازہ ترین تحریک خاندانی منصوبہ بندی ہے۔

کچھ عرصہ سے پاکستان میں اس تحریک کو اپنانے پر بے حد زور دیا جا رہا ہے اس کو چلانے کے لئے کراچی میں پاکستان فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ اس ایسوسی ایشن کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔ ۱۹۵۷ء میں حکومت نے اسے پانچ لاکھ روپیہ کی گرانٹ بھی عطا کر دی۔ ہمارے لیڈر اور لیڈرات عوام کو اس تحریک کو اپنانے کی تلقین کر رہے ہیں۔ حال ہی میں لاہور اور دہلی میں اس تحریک کے حامیوں کے اجتماعات ہوئے۔ لاہور کے اجتماع کا افتتاح مغربی پاکستان کے گورنر نے کیا اور صدر مملکت نے اس اجتماع کو خاطب فرمایا۔ غرضیکہ جسے دیکھو وہ اس تحریک کا گرویدہ نظر آتا ہے۔ آج ہم کتاب و سنت کی روشنی میں اس تحریک کا جائزہ لینا چاہتے ہیں۔

توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ میں اللہ تعالیٰ کو تمام ارضی و سماوی مخلوق کا خالق ماننا بھی شامل ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی سے اس بنیادی عقیدہ پر ضرب کاری لگتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنی اولاد پیدا کی جائے۔ جتنی خاندان کے وسائل برداشت کر سکیں۔ زیادہ اولاد پیدا کرکے نہ خاندان کی پریشانیوں میں اضافہ کیا جائے اور نہ معاشرہ کو برباد کیا جائے اس کے صاف یہ معنی ہوئے کہ اولاد پیدا کرنا انسان کے اپنے بس میں ہے۔ حالانکہ خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کا اپنا اعلان ملاحظہ ہو

آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کردیتا ہے۔ بے شک وہ خبردار قدرت والا ہے۔

سورہ الشوریٰ پ ۲۵ ۔ آیت ۴۹

اس تحریک میں ایک اور چیز قابل غور ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی صفت رزاقیت پر بھی زد پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ ہر جاندار کو روزی پہنچانا میرا کام ہے۔ ان کا اعلان ملاحظہ ہو۔

"اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں۔ مگر اس کی روزی اللہ پر ہے اور جانتا ہے جہاں وہ ٹھہرتا ہے اور جہاں وہ سونپا جاتا ہے۔ سب کچھ واضح کتاب میں ہے"
(سورہ ہود آیت ۶ پ ۱۲)

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔ "اور تنگدستی کے سبب سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں اور انہیں رزق دیں گے۔
(سورہ الانعام پ ۸ ۔ آیت ۱۵۱

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا

"اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ بیشک ان کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے" (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴ پ ۱۵)

ضبط تولید قتل اولاد کے مترادف ہے۔

اس تحریک کی حمایت کرنے والے اللہ تعالیٰ کی اس صفت کو بالواسطہ نہیں۔ بلکہ بلا واسطہ چیلنج کرتے ہیں کہ نہیں آپ صرف اتنی مخلوق کو روزی دے سکتے ہیں۔ اس سے زائد کو روزی دینا آپ کے بس کا روگ نہیں۔ اس لئے ہم اس سے زیادہ آپ کی مخلوق کو پیدا ہی نہیں ہونے دیں گے۔ یہ تو قرآن مجید ہے اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو کوئی چیز اس کو روک نہیں سکتی۔ (مسلم)

۲۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو چیز مقدر میں ہے۔ وہ تو ضرور ہی پیدا ہوگی (مسلم)

۳۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جان قیامت تک پیدا ہونے والی ہے۔ وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔ (بخاری ومسلم)

اس موقعہ پر موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ قابل غور ہے۔ فرعون نے جس بچہ کی خاطر لاکھوں بچوں کو قتل کرایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی پرورش شاہی محل میں کروائی فرعون اس کو قتل کروانا چاہتا تھا۔ لیکن تقدیر الٰہی غالب آئی۔ خاندانی منصوبہ بندی کے حامیوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے

یہ تو کتاب و سنت ہے اب ذرا اپنے گرد و پیش کے واقعات کو دیکھیئے تو اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی تصدیق ہو جائیگی۔ بعض اوقات عورتیں جان بوجھ کر حمل گرانے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہیں۔ لیکن انہیں کامیابی نہیں ہوتی اور بچہ صحیح سلامت پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض مرد ضبط تولید کے لئے مغرب کے ایجاد کردہ آلات استعمال کرتے ہیں۔ مگر حمل ہو کر رہتا ہے۔

آخر میں ہم اپنی نئی حکومت سے عرض کرینگے کہ خاندانی منصوبہ بندی معاشی مشکلات کا حل نہیں ہے۔ بلکہ اس کا حل یہ ہے کہ اسلام کے مالی نظام کو ملک میں رائج کیا جائے۔ بیت المال قائم کیا جائے۔ زکوٰۃ اور صدقات کی فراہمی کا بندوبست حکومت خود کرے۔ حضرت عمرؓ کی پیروی میں ہر بچہ کی تعلیم و تربیت کے لئے وظیفہ مقرر کیا جائے۔ عوام اور حکام کو اسلام کی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے قانوناً مجبور کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ یہ ہمارے دل کی آواز ہے خدا کرے یہ صدر مملکت حکام اور عوام کے دلوں پر پڑے اور وہ سب کتاب و سنت کے صحیح معنوں میں متبع ہو جائیں۔

و ما علینا الا البلاغ

حافظ محمد ظہور الحق جھنڈبالی

تو حبیبِ کبریا ﷺ ہے تو رسولوں کا امام

اے خدا کے آخری پیغامبر تجھ پر سلام
سب سے اونچا ہے خدا کے بعد تیرا ہی مقام

تو نے دنیا کو پڑھایا ہے سبق توحید کا
تو نے بھر بھر کر پلائے ہیں مئے وحدت کے جام

تیری فیّاضی نے ذروں کو بنایا آفتاب
بن گئے اونٹوں کے چرواہے زمانے کے امام

تیرے آنے سے چمن میں آگئی تازہ بہار
تو نے دنیا سے مٹایا کفر و باطل کا نظام

اسود و احمر کی تو نے ختم کر ڈالی تمیز
ایک ہی صف پر بٹھائے تو نے آقا و غلام

تیری امّت کیوں نہ پائے خیر امّۃ کا خطاب
تو ہے جب خیر البشر خیر الرسل خیر الانامؐ

تو جہاں میں ہے خدا کا آخری پیغامبر
ختم ہے تجھ پر نبوّت تجھ پہ ہر نعمت تمام

شافعِ روزِ جزا اور ساقیِ کوثر ہے تو
تو حبیبِ کبریا ہے تو رسولوں کا امام

منحصر تیری اطاعت پر ہے انساں کی نجات
تیرا ہر اک حکم ہوتا ہے خدا ہی کا پیام

تو نے دنیا کو دکھایا ہے صراطِ مستقیم
تو نے دنیا سے مٹائے ہیں ضلالت کے ظلام

جب ہوا تیری نبوّت کا زمانے میں ظہور
مٹ گیا کفر و نفاق و شرک کا دنیا سے نام

دونوں عالم کی سعادت ہاتھ آئیگی ظہورؔ
جب بنے گا تو محمدؐ کے غلاموں کا غلام

لیلۃ القدر

پیامِ رحمتِ یزداں لئے ہوئے آئی
متاعِ دولتِ قرآں لئے ہوئے آئی
سرور و کیف کا ساماں لئے ہوئے آئی
تجلّیات کا طوفاں لئے ہوئے آئی
یہ رات آئی تو میخانۂ تجلّی سے
خمارِ بادۂ عرفاں لئے ہوئے آئی

(کامل)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۵۹ء

(ازجناب حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

تمہید

انسان کی انسانیت کیلئے روزہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے

پہلے کتاب و سنت کی روشنی میں انسان کا فطری تقاضا سمجھ لیا جائے پھر روزہ کا اکسیر ہونا سمجھ میں آسکتا ہے

قرآن مجید

(زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالۡبَنِیۡنَ وَالۡقَنَاطِیۡرِ الۡمُقَنۡطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالۡفِضَّةِ وَالۡخَیۡلِ الۡمُسَوَّمَةِ وَالۡاَنۡعَامِ وَالۡحَرۡثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ج وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الۡمَاٰبِ ○) سورہ آل عمران ع ۲ پ ۳

ترجمہ - لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہُوا ہے - جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی - یہ دُنیا کی زندگی کا فائدہ ہے - اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں - " یعنی جب ان میں پھنس کر آدمی خدا سے غافل ہوجائے اسی لئے حدیث میں فرمایا - مَا تَرَكۡتُ بَعۡدِیۡ فِتۡنَةً اَضَرَّ عَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ (میرے بعد مردوں کے لئے کوئی ضرر رساں فتنہ عورتوں سے بڑھ کر نہیں - ہاں اگر عورت سے مقصود اعفاف اور کثرت اولاد ہو تو وہ مذموم نہیں بلکہ مطلوب و مندوب ہے - چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا - کہ دنیا کی بہترین متاع نیک بیوی ہے - کہ اگر اس کی طرف دیکھے - تو خوش ہو - حکم دے تو فرمانبردار پائے - کہیں غائب ہو تو پیٹھ پیچھے شوہر کے مال اور اپنی عصمت کے معاملہ میں اس کی حفاظت کرے - اسی طرح جتنی چیزیں آگے متاع دُنیا کے سلسلہ میں بیان ہوئیں سب کا محمود و مذموم ہونا نیت اور طریق کار کے تفاوت سے متفاوت ہوتا رہے گا - مگر چونکہ دُنیا میں کثرت ایسے افراد کی ہے جو عیش و عشرت کے سامانوں میں پھنس کر خدا تعالےٰ کو اور اپنے انجام کو بھول جاتے ہیں - اس لئے زُیِّنَ لِلنَّاسِ میں سطح کلام کی عام رکھی گئی ہے -"

حاصل

یہ ہے - کہ عام طور پر انسان دُنیاوی خواہشات میں پھنس کر خدا تعالےٰ کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں -

اس کی تائید میں ایک حدیث شریف

عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ رضہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الۡجَنَّةَ قَالَ لِجِبۡرَئِیۡلَ اِذۡهَبۡ فَانۡظُرۡ اِلَیۡهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَیۡهَا وَاِلٰی مَا اَعَدَّ اللّٰهُ لِاَهۡلِهَا فِیۡهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَیۡ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا یَسۡمَعُ بِهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا ثُمَّ حَفَّهَا بِالۡمَكَارِهِ ثُمَّ قَالَ یَا جِبۡرَئِیۡلُ اِذۡهَبۡ فَانۡظُرۡ اِلَیۡهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَیۡهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَیۡ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدۡ خَشِیۡتُ اَنۡ لَا یَدۡخُلَهَا اَحَدٌ قَالَ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ النَّارَ قَالَ یَا جِبۡرَئِیۡلُ اِذۡهَبۡ فَانۡظُرۡ اِلَیۡهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَیۡهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَیۡ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا یَسۡمَعُ بِهَا اَحَدٌ فَیَدۡخُلُهَا فَحَفَّهَا بِالشَّهَوَاتِ ثُمَّ قَالَ یَا جِبۡرَئِیۡلُ اِذۡهَبۡ فَانۡظُرۡ اِلَیۡهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَیۡهَا فَقَالَ اَیۡ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدۡ خَشِیۡتُ اَنۡ لَا یَبۡقٰی اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا

رواہ الترمذی وابو داؤد والنسائی -

ترجمہ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - آپ نے فرمایا - جب اللہ نے بہشت کو پیدا کیا - تو جبرئیلؑ سے فرمایا - جا - پھر بہشت کو دیکھ آ - پھر گئے - پھر اُسے دیکھا - اور جو کچھ اللہ نے اس میں بہشتیوں کے لئے تیار کیا ہے - پھر آئے - پھر عرض کی - اے میرے رب - تیری عزّت کی قسم ہے - کوئی شخص بھی اس (بہشت) کو نہیں سُنے گا - مگر اسی میں داخل ہو گا - پھر اللہ نے اس بہشت کو ناپسندیدہ طبع چیزوں (یعنی ان احکام شرعیہ کا جو انسانی طبائع کے لئے ناپسندیدہ ہیں) کا گھیرا ڈال دیا - پھر فرمایا - اے جبرئیل جا - پھر اسے (بہشت کو) دیکھ آ - آپ نے فرمایا - پھر گیا - پھر اُسے دیکھا - پھر آیا - پھر عرض کی - اے میرے رب تیری عزّت کی قسم ہے - البتہ تحقیق مَیں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اس میں کوئی بھی نہیں جائیگا - آپ نے فرمایا - پھر جب اللہ نے دوزخ کو پیدا کیا - فرمایا - اے جبرئیل - جا - اُسے دیکھ آ - آپ نے فرمایا - پھر گئے - پھر اُسے دیکھا - پھر آئے - پھر عرض کی - اے میرے رب تیری عزّت کی قسم ہے - ایسا کوئی نہیں ہوگا - جو اس کو سُنے - پھر اس میں داخل ہو - پھر اللہ نے دوزخ کے گرداگرد خواہشات کا گھیرا ڈال دیا - پھر فرمایا - اے جبرئیل جا - پھر اُسے دیکھ آ - آپ نے فرمایا - پھر (جبرئیل) گئے - پھر اُسے دیکھا - پھر عرض کی - اے میرے رب تیری عزّت کی قسم ہے - البتہ تحقیق مَیں اس بات سے ڈر گیا ہوں - کہ کوئی بھی نہیں بچیگا - مگر اسی مَیں داخل ہو گا -

حاصل

یہ نکلا - کہ دُنیا میں رہتے ہوئے انسان کو خواہشات (جن کا ذکر اُوپر آچکا ہے) نفسانی اتنی محبوب اور پیاری ہونگی کہ خواہ آگے چل کر دوزخ میں داخل ہو مگر دُنیا میں رہتے ہوئے انہیں کے دام میں پھنسا رہیگا -

روزہ انسانیت کے لئے کیوں اکسیر ہے

اس لئے - کہ ہر مسلمان کو خواہشات نفسانی

ہی سے روکنے کے لئے تو روزہ رکھوایا جاتا ہے۔ اور پھر ایک دو دن کا روزہ نہیں بلکہ مسلسل سارا مہینہ روزے رکھوائے جاتے ہیں۔ تاکہ اس بات کا عادی ہو جائے کہ باوجودیکہ خواہشات نفسانی کے پورا کرنے کے لئے ہر قسم کے اسباب مہیا ہیں۔ پھر

. . . .

. . . .

بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ان چیزوں کو ہرگز نہیں چھوتا۔ جب ایک پورا مہینہ مسلمان سے اس چیز کی مشق کرائی جائے گی۔ تو رمضان شریف کے گزرنے کے بعد اسی مشق کی بناء پر انشاء اللہ تعالیٰ اپنے نفس پر قابو پا سکیگا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ راضی رہے۔ نفس کی خواہش پوری ہو۔ یا نہ۔ روزہ کی برکت سے اسی جذبہ کے پیدا ہو جانے کے باعث میں نے روزہ کو انسانیت کے لئے اکسیر کہا ہے۔

اس کا نتیجہ

اس اکسیر کے استعمال کرنے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ دنیا میں بھی انسان صحیح معنی میں انسان بن کر رہے گا۔ کہ یہ شخص نفس کا بندہ نہیں ہوگا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا بندہ ہوگا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد اس شخص کی قبر بہشت کا باغ بنے گی۔ اور اسی کی برکت سے قیامت کے دن انشاء اللہ تعالیٰ دوزخ سے بچ کر جنت میں جا پہنچے گا۔ اللھم اجعلنا منھم

اس جذبہ کی تجدید

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کمال ہے کہ جب دیکھا کہ ایک طرف تو انسان کمزور واقع ہوا ہے۔ اور دوسری طرف اس کے دل میں خواہشات کی طرف کشش ایک فطری چیز ہے۔ اس لئے ہر سال میں ایک مہینہ کے روزے اس سے رکھوائے جاتے ہیں۔ تاکہ ہر سال خواہشات نفسانی پر رضاء الٰہی حاصل کرنے کے جذبہ کو تقویت پہنچتی رہے۔

رمضان مبارک کے بقیہ فضائل

کیونکہ

گزشتہ اشاعت میں کچھ عرض کئے جا چکے ہیں

مقصد

ان فضائل کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکے کہ یا رسول اللہ ہمیں تو ان فضائل سے کسی نے آگاہ ہی نہیں کیا تھا۔ اس لئے ہم ان برکات کے حاصل کرنے سے محروم رہے۔

احادیث نبویہ

پہلی

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَّفُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَّيُنَادِيْ مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ اَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ رواہ الترمذی و ابن ماجۃ و رواہ احمد

ترجمہ۔ ابی ہریرۃؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ماہ رمضان کی جب پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سخت شریر جنوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے۔ اے نیکی کے طلب کرنے والے۔ آ اور اے برائی کرنے والے رک جا۔ اور اللہ کی طرف سے بہت سے دوزخ سے آزاد ہونے والے ہیں۔ (پھر شاید تو بھی ان میں داخل کر لیا جائے۔) اور یہ اعلان ہر رات ہوتا ہے۔

خوش نصیب ہیں

وہ لوگ جو رمضان مبارک کی راتوں میں بخشے جانے والوں کی فہرست میں شامل کر لئے جائیں۔ اللھم اجعلنا منھم اور

بدنصیب ہیں

وہ لوگ جو سارے مہینے کی راتوں میں سے اپنی بدعملی اور بدبختی کے باعث کسی رات کے بھی بخشے جانے والوں کی فہرست میں شامل نہ ہونے پائیں۔ اللھم لا تجعلنا منھم

جب بدکار اور بدمعاش

انسان اپنی بدکاریوں اور بدمعاشیوں میں رمضان مبارک کی آمد سے پہلے کی طرح ہی سرشار رہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کس طرح ان کے شامل حال ہو۔ بلکہ ایسے لوگ اپنے گناہوں کے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو پکار رہے ہیں۔ جس طرح کہ چور چوری کرتے وقت گویا کہ حکومت وقت کو ٹیلیفون دے رہا ہے کہ اے حکومت تو آ۔ اور میری بدمعاشی کے باعث مجھے گرفتار کرکے لے جا۔ اور جیلخانہ میں پہنچا۔ کیونکہ میرا شتر بے مہار نفس تیرے حکم کی حکم عدولی کر رہا ہے۔ اور تیری امن پسند رعایا پر ظلم کر رہا ہے۔ کیونکہ چور کی فطرت خود اسے ملامت کر رہی ہے۔ اسی ملامت ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ رات کے اندھیرے میں چوری کرنے جاتا ہے۔ اور پھر جب حکومت اس چور بدمعاش کو گرفتار کرتی ہے۔ تو پھر اس کی فطرت اس کو اندر سے ملامت کر رہی ہوتی ہے۔ اسی فطرت کی ملامت ہی کے باعث اپنے جرم سے انکار کر رہا ہے کہ میں نے تو چوری نہیں کی۔ اگر اچھا کام سمجھ کر چوری کرتا۔ پھر تو علی الاعلان جرأت سے کہتا۔ کہ واقعی میں نے چوری کی ہے بعینہ اسی طرح

حکومت الٰہیہ کے چور

دل میں خوب سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور مسلمان کو رمضان مبارک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے کہ دن کو روزہ رکھیں۔ اور ہم نہیں رکھتے۔ اس لئے ہم دراصل مجرم ہیں۔ مثلاً ایک امیر کبیر رمضان مبارک میں دن کو کھانا کھا رہا ہے اور نوکر سے پانی مانگ کر پی رہا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ نوکر روزہ دار ہے۔ اگر اس امیر کی مادر زاد فطرت مسخ نہیں ہوگئی تو اس کے دل میں ضرور یہ خیال آئے گا۔ کہ میرا نوکر دیندار ہے اور میں بے دین ہوں۔ اس لئے میں خدا تعالیٰ کا مجرم ہوں۔

دوسری

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهٗ تُفْتَحُ فِيْهِ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَتُغْلَقُ فِيْهِ اَبْوَابُ الْجَحِيْمِ وَ

تُغَلُّ فِیۡهِ مَرَدَةُ الشَّیَاطِیۡنِ لِلّٰهِ لَیۡلَةٌ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ مَنۡ حُرِمَ خَیۡرَهَا فَقَدۡ حُرِمَ۔

رواہ احمد والنسائی

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم پر رمضان آگیا ہے۔یہ مبارک مہینہ ہے۔ اللہ نے تم پر اس کے روزے فرض کئے ہیں۔ اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ اور شیطانوں میں سے زیادہ شریروں کے گلے میں طوق ڈال دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس میں ایک ایسی رات ہے۔جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔جو اس رات کی بھلائی (کے حاصل کرنے) سے محروم رکھا گیا۔پس تحقیق وہ محروم (ہی) رکھا گیا۔

یعنی

جو اپنی بد اعمالی کے باعث اس رات کی بھلائی حاصل کرنے سے محروم رہا۔ وہ بڑا ہی بد نصیب ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

قرآن مجید میں لیلۃ القدر کا ذکر

خود قرآن مجید لیلۃ القدر میں نازل ہوا

حٰمٓ ۚ وَالۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۙ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ اِنَّا کُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ ۝ فِیۡهَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ حَکِیۡمٍ ۙ ۝ اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا ؕ اِنَّا کُنَّا مُرۡسِلِیۡنَ ۝

سورہ الدخان رکوع ۱ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ روشن کتاب کی قسم ہے۔ہم نے اسے (قرآن مجید کو) مبارک رات میں نازل کیا ہے۔ بیشک ہمیں ڈرانا مقصود تھا۔سارے کام جو حکمت پر مبنی ہیں۔ اسی رات ہمارے خاص حکم سے تصفیہ پاتے ہیں۔کیونکہ ہمیں رسول بھیجنا مقصود تھا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحؒ تحریر فرماتے ہیں۔ "برکت کی رات شب قدر ہے کما قال تعالیٰ (اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۝)

سورہ قدر رکوع ۱ پارہ ۳۰

جو رمضان میں واقع ہے۔لقولہ تعالیٰ (شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ) اس رات میں قرآن کریم لوح محفوظ سے سماء دنیا پر اُتارا گیا۔ پھر بتدریج تیئس سال میں پیغمبر پر اُترا۔ نیز اسی شب میں پیغمبر پر اس کے نزول کی ابتدا ہوئی + یعنی سنانا ہمارا دستور رہا۔ اسی کے موافق یہ قرآن اُترا۔ سال بھر کے متعلق قضا و قدر کے حکیمانہ اور اٹل فیصلے اسی عظیم الشان رات میں "لوح محفوظ" سے نقل کر کے ان فرشتوں کے حوالے کئے جاتے ہیں۔جو شعبہ ہائے تکوینیات میں کام کرنے والے ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے۔کہ وہ شعبان کی پندرھویں رات ہے۔ جسے شب براءۃ کہتے ہیں۔ ممکن ہے۔ وہاں سے اس کام کی ابتدا اور شب قدر پر انتہا ہوتی ہو۔ واللہ اعلم۔"

لیلۃ القدر کے متعلق احادیث

پہلی

عَنۡ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتۡ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ تَحَرَّوۡا لَیۡلَةَ الۡقَدۡرِ فِی الۡوِتۡرِ مِنَ الۡعَشۡرِ الۡاَوَاخِرِ مِنۡ رَمَضَانَ۔

رواہ البخاری۔

ترجمہ۔ عائشہ رضؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری دہاکے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

نتیجہ

اس فرمان نبویؐ سے یہ معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر رمضان مبارک کے آخری دہاکہ ہی میں ہو گی۔

دوسری

عَنۡ زِرِّ بۡنِ حُبَیۡشٍ رضؓ قَالَ سَأَلۡتُ اُبَیَّ بۡنَ کَعۡبٍ فَقُلۡتُ اِنَّ اَخَاکَ ابۡنَ مَسۡعُوۡدٍ یَقُوۡلُ مَنۡ یَّقُمِ الۡحَوۡلَ یُصِبۡ لَیۡلَةَ الۡقَدۡرِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَرَادَ اَنۡ لَّا یَتَّکِلَ النَّاسُ اَمَا اِنَّهُ قَدۡ عَلِمَ اَنَّهَا فِیۡ رَمَضَانَ وَاَنَّهَا فِی الۡعَشۡرِ الۡاَوَاخِرِ وَاَنَّهَا لَیۡلَةُ سَبۡعٍ وَّعِشۡرِیۡنَ ثُمَّ حَلَفَ لَا یَسۡتَثۡنِیۡ اَنَّهَا لَیۡلَةُ سَبۡعٍ وَّعِشۡرِیۡنَ فَقُلۡتُ بِاَیِّ شَیۡءٍ تَقُوۡلُ ذٰلِکَ یَا اَبَا الۡمُنۡذِرِ قَالَ بِالۡعَلَامَةِ اَوۡ بِالۡاٰیَةِ الَّتِیۡ اَخۡبَرَنَا رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا تَطۡلُعُ یَوۡمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا رواہ مسلم

ترجمہ۔ زر بن حبیش رضؓ سے روایت ہے۔کہا۔ میں نے ابی بن کعب سے سوال کیا۔ پھر میں نے ان سے کہا۔ کہ تیرا بھائی ابن مسعود کہتا ہے۔ جو شخص سارا سال (رات کو) قیام کرے۔ تو لیلۃ القدر کو پالیتا ہے۔ پھر اس نے کہا۔ اللہ اس پر رحم کرے۔ اس نے یہ سوچا ہے کہ لوگ بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں۔ کہ رمضان کے آخری عشرہ میں جاگ کر لیلۃ القدر کو پا ہی لیں گے) خبردار تحقیق وہ (ابن مسعود) جانتا ہے۔ کہ تحقیق وہ لیلۃ القدر رمضان میں ہے۔اور تحقیق وہ آخری دہاکے میں ہے۔ اور تحقیق وہ ستائیسویں رات ہے۔ پھر اس (ابی بن کعب) نے قسم کھائی۔ اور انشاء اللہ بھی نہیں کہا۔ (یعنی یقین کی بنا پر کہا) کہ وہ لیلۃ القدر (رمضان کی) ستائیسویں رات ہے۔ پھر میں نے ابی بن کعب سے کہا۔ آپ کس سبب سے اے ابا المنذر (بات وثوق سے) کہہ رہے ہیں۔ اس نے کہا۔ ایک علامت سے یا کہا ایک نشانی سے جو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اطلاع دی ہوئی ہے۔ کہ سورج اس دن (کی صبح کو) طلوع کرتا ہے اور اس میں شعاع نہیں ہوتی۔ (جو ہمیشہ ہوا کرتی ہے)

اصل بات یہ ہے

کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ لیلۃ القدر رمضان شریف کے آخری دہاکے ہی میں ہوتی ہے البتہ سب روایات کو یکجا جمع کیا جائے۔ تو نتیجہ یہ نکلتا ہے۔کہ لیلۃ القدر کا ستائیسویں رات کا ہونا ضروری نہیں ہے اس آخری عشرہ میں کبھی کسی تاریخ کو ہوتی ہے۔ اور کبھی کسی تاریخ کو ہوتی ہے۔

تیسری

عَنۡ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتۡ کَانَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ یَجۡتَهِدُ فِی الۡعَشۡرِ الۡاَوَاخِرِ مَا لَا یَجۡتَهِدُ فِیۡ غَیۡرِهٖ رواہ مسلم

ترجمہ۔ عائشہ رضؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رمضان کے آخری عشرہ میں) اتنی کوشش کرتے تھے کہ دوسرے عشروں میں اتنی کوشش نہیں کرتے تھے۔

اندازہ

اس آخری عشرہ میں اس قدر زیادہ عبادت میں کوشش کرنے سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں یہ چیز بلا شبہ متحقق تھی کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔

چوتھی

عَنْ عَائِشَۃَ رضـ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِیْزَرَہٗ وَاَحْیٰی لَیْلَہٗ وَاَیْقَظَ اَھْلَہٗ متفق علیہ ۔ ترجمہ ۔ عائشہ رض سے روایت ہے ۔ فرمایا ۔ جب (رمضان کا آخری عشرہ آتا تھا ۔ تو اپنے تہبند کو مضبوط کرکے باندھ لیتے تھے ۔ (یعنی بہت زیادہ عبادت کرتے تھے ۔ جس طرح ایک آدمی تہبند کو مضبوط باندھ کر کسی کام کو شروع کرتا ہے) اور رات کو عبادت میں مصروف رہتے تھے ۔ اور اپنے اہل کو (بھی عبادت کے لئے جگاتے تھے +

اہمیّت

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عملدر آمد سے یہ چیز واضح ہوتی ہے ۔ کہ رمضان مبارک کے آخری عشرہ کی عبادت کی بہت بڑی اہمیّت ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن مبارک میں جو اور چیزیں ہوں گی ان کا تو ہمیں علم نہیں ہے ۔ البتہ یہ معلوم ہے کہ لیلۃ القدر اسی عشرہ کی راتوں میں ہے ۔

اس رات میں دُعا کونسی مانگی جائے

عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَیُّ لَیْلَۃٍ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِیْھَا قَالَ قُوْلِیْ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ رواہ احمد وابن ماجۃ والترمذی ۔ ترجمہ ۔ عائشہ رض سے روایت ہے ۔ کہتی ہیں ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ بتلائیے ۔ اگر میں جان لوں ۔ کہ کونسی رات لیلۃ القدر ہے ۔ تو اس رات میں کیا پڑھوں ۔ آپ نے فرمایا (اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ) پڑھ ۔ ترجمہ اے اللہ تو بڑا ہی عفو کرنے والا ہے ۔ عفو کرنے کو تو پسند کرتا ہے ۔ پس مجھے بھی معاف کردے ۔

منشاء الٰہی یہ معلوم ہوتا ہے
کہ لیلۃ القدر کی تعیین کا علم نہ ہونے پائے

عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیُخْبِرَنَا بِلَیْلَۃِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰی رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِاُخْبِرَکُمْ بِلَیْلَۃِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰی فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ خَیْرًا لَّکُمْ فَالْتَمِسُوْھَا فِی التَّاسِعَۃِ وَالسَّابِعَۃِ وَالْخَامِسَۃِ رواہ البخاری

ترجمہ ۔ عبادۃ بن صامت سے روایت ہے کہا ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے ۔ تاکہ ہمیں لیلۃ القدر کے متعلق اطلاع دیں ۔ پھر مسلمانوں میں سے دو آدمی جھگڑ رہے تھے ۔ پھر آپ نے فرمایا ۔ میں نکلا تو اس لئے تھا کہ تمہیں لیلۃ القدر کی اطلاع دوں ۔ (کہ کس رات ہوتی ہے) پھر دو آدمی آپس میں جھگڑ رہے تھے ۔ پھر اس کی اطلاع اُٹھالی گئی ۔ اور ممکن ہے کہ یہ (اُٹھایا جانا) تمہارے لئے بہتر ہو ۔ پھر اسے نویں اور ساتویں اور پانچویں (جو رمضان مبارک کی آخری راتیں ہیں ۔ ان) میں تلاش کرو ۔

لیلۃ القدر میں جبرائیل علیہ السلام کا فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہونا

عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ لَیْلَۃٍ مِّنَ الْمَلٰئِکَۃِ یُصَلُّوْنَ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَاعِدٍ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدِھِمْ لِبْنِیْ یَوْمَ فِطْرِھِمْ بَاھٰی بِھِمْ مَلٰئِکَتَہٗ فَقَالَ یَا مَلٰئِکَتِیْ مَا جَزَاءُ اَجِیْرٍ وَفّٰی عَمَلَہٗ قَالُوْا رَبَّنَا جَزَاءُہٗ اَنْ یُّوَفّٰی اَجْرَہٗ قَالَ مَلٰئِکَتِیْ عَبِیْدِیْ وَاِمَائِیْ قَضَوْا فَرِیْضَتِیْ عَلَیْھِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا یَعُجُّوْنَ اِلَی الدُّعَاءِ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَکَرَمِیْ وَعُلُوِّیْ وَارْتِفَاعِ مَکَانِیْ لَاُجِیْبَنَّھُمْ فَیَقُوْلُ ارْجِعُوْا قَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ وَبَدَّلْتُ سَیِّاٰتِکُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَیَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّھُمْ رواہ البیہقی فی شعب الایمان ۔ ترجمہ ۔ انس رض سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جب لیلۃ القدر ہوتی ہے ۔ تو جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت سمیت نازل ہوتے ہیں ۔ ہر اس اللہ کے بندے کے لئے دُعا کرتے ہیں ۔ خواہ کھڑا ہونے والا ہو یا بیٹھنے والا ہو ۔ جو اللہ عزّ وجلّ کا ذکر کررہا ہو ۔ پھر جس وقت ان کی عید کا دن ہوتا ہے ۔ یعنی روزہ کے افطار کا دن ان آدمیوں کے باعث (جو رمضان میں خدا تعالےٰ کو یاد کرنے والے تھے) اپنے فرشتوں کے رو برو فخر کرتا ہے ۔ پھر کہتا ہے ۔ اے میرے فرشتو اس مزدور کا کیا بدلہ ہو ۔ جس نے اپنا کام پورا کردیا ہو ۔ وہ عرض کرتے ہیں ۔ اے ہمارے رب اس کی جزا یہ ہے کہ اس کی مزدوری ادا کر دی جائے ۔ اللہ فرماتا ہے ۔ اے میرے فرشتو ۔ میرے بندوں اور میری لونڈیوں نے وہ فرض پورا کر دیا ہے ۔ جو میری طرف سے ان پر تھا ۔ پھر نکلے ہیں ۔ اپنی آوازوں کو دُعا میں بلند کر رہے ہیں ۔ اور مجھے اپنی عزت اور اپنی عظمت اور اپنی سخاوت اور اپنی شان کی بلندی اور اپنے مقام کی بلندی کی قسم ہے ۔ البتہ ضرور ضرور ان کی دُعا قبول کروں گا ۔ پھر فرماتا ہے ۔ لوٹ جاؤ ۔ میں نے تمہیں بخش دیا ۔ اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے ۔ آپ نے فرمایا ۔ پھر (لوگ) لوٹ کر آتے ہیں ۔ ایسے حال میں کہ سب بخشے ہوئے ہوتے ہیں ۔ اللھم اجعلنا منھم ۔

ہمارا فرض

جو لوگ دین الٰہی کے خدام کہلاتے ہیں ۔ ان کا فرضِ منصبی ہے کہ شاہنشاہِ حقیقی عزّ اسمہٗ و جل مجدہٗ کا پیغام اس کے بندوں تک علی الاعلان اور اس زبان میں ترجمہ کرکے پہنچائیں جس کو وہ بآسانی سمجھ سکتے ہیں ۔ یاد رکھئے ۔ کہ یہ پیغام نہ پہنچانا معمولی چیز نہیں ہے ۔ اس کے نتائج یہ ہیں ۔ کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے جو لوگ تبلیغ دین کا فرض اپنے ذمہ لئے ہوئے ہیں ۔ وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں گے ۔ اور دین سے آزادی حاصل کرنے والا طبقہ قیامت کے دن یہ نہیں کہہ سکے گا ۔ کہ اے اللہ تو نے اپنا پیغام ہمیں پہنچایا کب تھا ۔ کہ آج ہم سے حکم عدولی کی بازپرس کر رہا ہے ۔

اتمام حجّت

برادرانِ اسلام ۔ اسی پیغام رسانی کو اتمام حجّت کہا جاتا ہے ۔ اتمام حجت کے بعد مبلّغِ دین بری الذمہ کہا جاتا ہے ۔ اور انکار کرنے والے لوگ مجرم ہو جاتے ہیں ۔

حضورِ انور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ہر رات میں
جبرئیل علیہ السلام کو قرآن مجید سُنانا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَیْرِ وَکَانَ اَجْوَدَ مَا یَکُوْنُ فِیْ رَمَضَانَ کَانَ جِبْرَئِیْلُ یَلْقَاہُ کُلَّ لَیْلَۃٍ فِیْ رَمَضَانَ یَعْرِضُ عَلَیْہِ النَّبِیُّ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا لَقِیَہٗ جِبْرَئِیْلُ كَانَ اَجْوَدَ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَةِ متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابنِ عباس سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ نیکی کے کاموں میں سخی تھے۔ اور رمضان میں تو اور بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ جبرئیلؑ رمضان کی ہر رات میں آپؐ سے ملا کرتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان پر قرآن پیش کیا کرتے تھے (یعنی انہیں سُنایا کرتے تھے) پھر جب جبرئیل آپ سے ملتے تھے تو آپؐ تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے

رمضان مبارک میں اعتکاف میں بیٹھنا

رمضان شریف میں اعتکاف میں بیٹھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت ہے (عَنْ عَائِشَةَ رضؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كَانَ یَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰہُ ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ متفق علیہ۔ ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلّم رمضان کے آخر عشرہ میں اعتکاف میں بیٹھتے تھے (آپ کا یہی دستور رہا) یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دی۔ پھر آپ کے بعد آپؐ کی ازواج (مطہرات) اعتکاف میں بیٹھتی رہیں۔

سنّت مستمرہ

اس روایت سے معلوم ہُوا کہ رمضان شریف میں اعتکاف میں بیٹھنا آخر عمر تک آپ کا معمول رہا

اعتکاف کے متعلق ہدایات

عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتِ السُّنَّةُ عَلَی الْمُعْتَكِفِ اَنْ لَّا یَعُوْدَ مَرِیْضًا وَلَا یَشْهَدُ جَنَازَةً وَلَا یَمَسُّ الْمَرْاَةَ وَلَا یُبَاشِرُهَا وَلَا یَخْرُجُ لِحَاجَةٍ اِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ وَلَا اعْتِكَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اعْتِكَافَ اِلَّا فِیْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ رواہ ابوداؤد۔ ترجمہ۔ عائشہ رضؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ کہ اعتکاف والے کے لئے سنّت یہ ہے کہ بیمار کی بیمار پرسی کے لئے نہ جائے۔ اور نہ جنازے میں شریک ہو۔ اور نہ بیوی کو ہاتھ لگائے۔ اور نہ اس سے مباشرت کرے۔ اور اعتکاف کی جگہ سے کسی کام کے لئے نہ نکلے سوائے ان حاجتوں کے جن کے سوا چارہ ہی نہیں (مثلاً بول و براز) اور روزے کے سوا اعتکاف نہیں اور جامع مسجد کے سوا اعتکاف میں نہ بیٹھے +

ہاں اگر بیٹھے

یعنی بالفرض اگر ایسی مسجد میں اعتکاف بیٹھے۔ جہاں نماز جمعہ نہیں ہوتی۔ تو نماز جمعہ کے [illegible] دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے چلا جائے وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم —

مکتوبات حضرت شیخ الاسلامؒ

محترم المقام زید مجدکم السلام علیکم و رحمۃ اللہ والا نامہ باعث عزت افزائی ہُوا۔ یاد فرمانے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب مغفور مرحوم کی وفات پر جو تعزیت نامہ پُر از جذبات غم ارسال فرمایا ہے میں اور تمام ارکان جمعیۃ جناب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اور زیادہ صبر و استقلال عطا فرمائے آمین نیز اپنی رضا اور سعادتِ دارین عطا فرمائے دعوات صالحہ اور خدماتِ لائقہ سے فراموش نہ فرمائیں۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

از دارالعلوم دیوبند

۲۳/۴/۷۷ھ

جناب کی خدمت مبارکہ میں اصغر علی کی جانب سے بہت بہت سلام مسنون عرض ہے

طال [illegible] الی لقائکم ایہا الغائبون عن نظری

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مدت مدیدہ کے بعد آپ کا والا نامہ باعث سرافرازی ہُوا احوال مندرجہ سے اطلاع پاکر بہت خوشی ہوئی۔ صاحبزادہ سیّد جمیل الرحمٰن سلمہ اللہ تعالےٰ کے لئے دست بدعا ہوں۔ اللہ تعالےٰ صاحب اقبال طویل العمر مرضی السیرۃ زکی السریرہ عالم باعمل بنائے۔ تعویذ ارسالِ خدمت ہے۔ موم جامہ کرکے گلے میں پہنا دیجئے۔

یہاں بفضلہٖ تعالےٰ خیر و عافیت ہے میں کچھ عرصہ سے علیل ہوں وجع القلب کا عارضہ ہوگیا ہے۔ ڈاکٹروں کا علاج ہے انہوں نے نقل و حرکت تعلیم و تدریس سے روک دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ چند روز مکمل آرام ہونا چاہئے۔ اُن کی دوائیں اور پرہیز عمل میں لا رہا ہوں۔ یوں بھی اب عمر اسّی سال سے متجاوز ہوگئی ہے۔ اعضاء میں اضمحلال بڑھتا جا رہا ہے۔ قوتِ سامعہ میں بہت فرق آگیا ہے۔ تقریباً ایک ماہ سے زیادہ ہوگیا ہے سبق نہیں پڑھایا۔ دورہ حدیث کی کتابیں اور مدرسین کرام پڑھا رہے ہیں صرف بخاری شریف کی دونوں جلدیں بند ہیں۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ بوجہ معذوری کوئی دوسرا انتظام بخاری کا بھی ہو جائے۔ ان دنوں شرکاء دورہ حدیث (۱۸۳) طلبہ ہیں۔ دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیے۔ واقفین پرسان حال خصوصاً مولانا عبدالحق صاحب اور اگر ملاقات ہو تو مولانا عزیز گل صاحب اور مولانا نافع گل صاحب مولانا عبدالرحیم صاحب . . . . مولانا عبدالرؤف صاحب وغیرہم سے سلام مسنون اور استدعاً دعوات صالح عرض کر دیجئے۔ اسعد، ارشد، امجد سب بخیریت ہیں سلام مسنون عرض کرتے ہیں۔ والسلام۔

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ از دارالعلوم دیوبند ۲۹ صفر ۱۳۷۷ھ

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ مزاج مبارک۔ عرصہ دراز کے بعد والا نامہ باعث سرافرازی ہوا۔ ہم خدام بخیر و عافیت ہیں۔ جناب اور احباب کرام کی خیریت و خوشنودی کے خواستگار ہیں۔ کبھی کبھی آپ کا یاد فرمانا انتہائی خوشی کا سبب ہو جاتا ہے۔

میں کچھ عرصہ سے وجع الفواد میں مبتلا ہوں۔ علاج برابر ہو رہا ہے۔ تعلیم و تدریس بلکہ نقل و حرکت سے محروم ہوں۔ فقط مکان کے اندر نقل و حرکت کرسکتا ہوں۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ تک ڈاکٹری علاج رہا۔ اب یونانی ہے۔ بحمد اللہ تخفیف ہے۔ مگر نہایت سست۔ آپ بزرگوں کی دعوات صالحہ کی سخت ضرورت ہے۔ اپنے متعلقین و احباب سے سلام مسنون عرض کر دیجئے۔ دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیے۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

از دارالعلوم دیوبند

۱۷ ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ

نوٹ۔ مذکورہ بالا مکتوبات حضرت مولانا گل بادشاہ صاحب صدر سابق جمعیۃ علماء اسلام سرحد کے نام ارسال فرمائے گئے تھے۔

یَا اَللّٰہُ یَا فَتَّاحُ رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا

درسِ قرآن کی ایک جھلک

جو بروز اتوار مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۵۹ء کو ضبط ہوئی

مرتبہ عبدالواحد بیگ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ٥ سورہ البقرہ ۱۹ع پ ۲۔

(ترجمہ۔ اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے۔ اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔ وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم تو اللہ کے ہیں اور ہم اُس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔)

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ

یہ دُنیا دارالمحن ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ۔ ترجمہ: بیشک ہم نے انسان کو مصیبت میں پیدا کیا ہے۔ یعنی دُنیا میں انسان آرام پانے کے لئے نہیں آیا ہے۔ اگر دُنیا میں آرام مل جاتا تو آخرت کے لئے کون کوشش کرتا۔ دُنیا میں چین نصیب نہیں ہوتا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى۔ سورہ طٰہٰ پ ۱۶ ع ۶۔ ترجمہ:۔ جو شخص میرے ذکر (قرآن مجید) سے مُنہ پھیرے گا۔ تو اُس کی زندگی بھی تنگ ہوگی اور قیامت کے دن اُسے اندھا کرکے اُٹھائیں گے۔ گویا جو شخص قرآن مجید کو دستور العمل نہیں بنائے گا۔ اُسے دُنیا میں بھی چین سے نہیں بیٹھنے دوں گا۔ اور قیامت کے دن بھی اندھا کرکے اُٹھاؤں گا۔ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا۔ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کرکے کیوں اُٹھایا حالانکہ میں بینا تھا۔ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى۔ فرمایگا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں پھر تُو نے انہیں بھلا دیا تھا۔ لہٰذا آج تو بھی بھلایا گیا ہے۔ بدوں کو تو اُنکے

گناہوں کی پاداش میں

تکلیف پہنچتی ہے اور نیکوں کو ابتلا آزمائش کے لئے تکلیف پہنچتی ہے۔ غرضیکہ دُنیا میں چین کسی کو بھی نصیب نہیں ہوتا۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ (سورۃ الانعام پ ۷ ع ۷۔ ترجمہ۔ کہہ دو وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب اوپر سے بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں مختلف فرقے کرکے ٹکرا دے اور ایک کو دُوسرے کی لڑائی کا مزہ چکھا دے۔

جیسا کہ

لوطؑ کی قوم پر پتھر برسائے گئے
یونسؑ کی قوم پر عذاب آ رہا تھا۔ لیکن اُن کی بر وقت توبہ کرنے سے عذاب ٹل گیا۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح کے عذاب بھیجنے پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرامین سے روگردانی کی وجہ سے عذاب آتے ہیں دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو تکلیف آئے۔ وُہ بے نتیجہ نہیں آئے گی۔ اس کا نتیجہ قیامت میں اجر ملے گا ؎

دریں دُنیا کسے بے غم نباشد
وگر باشد بنی آدم نباشد

فقط مجاہدین پر ہی مصیبتیں نہیں آتیں۔ عام مسلمانوں پر بھی تکلیف آتی ہے۔ جو

اِمتحان اور ابتلا

کے لئے ہوگی۔ دشمن کا خوف۔ فاقہ کشی۔ مالی، جانی اور فصلوں کا نقصان وغیرہ سے آزمائش ہوگی۔

خوشخبری

ہے اُن لوگوں کے لئے جو مصائب میں کہتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ؕ مخالفین پر عذاب الٰہی کی صورت میں مصیبتیں آئیں گی۔ اور موافقین پر ابتلا کے طور پر آئیں گی۔

یہ مت سمجھئے

کہ ہم نے ذکر اور شکر کو اپنا شیوہ بنا لیا ہے اور کفران نعمت سے اپنے آپ کو بچا لیا ہے۔ لہٰذا مصائب نہیں آئیں گی۔

اَولاد کی موت

سب سے بڑی مصیبت ہے۔ اگر بیٹا مر جائے تو خیال کرے۔ ممکن ہے اگر زندہ رہتا تو میرے لئے شاید کسی اُخروی مصیبت کا باعث بنتا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جو چیز میرے لئے مفید یا مضر ہے۔ پہلے اُسکی مصلحت سمجھائیے اور پھر تصرف فرمائیے۔ بس یہی تصوّر کرے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں۔ جس طرح چاہے تصرّف کرے۔ صبر کرینگے تو اُس کا اجر اگر دُنیا میں نہ ملا۔ تو آخرت میں ضرور ملے گا۔ جزا اور سزا دُنیا کے اسباب کے اندر ہی اللہ تعالےٰ دیتے ہیں

بعض اوقات

نیک کی جزا مؤخّر کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے لئے دُنیا کے اسباب موافق نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ دنیا کا نظام بدلنا نہیں چاہتے۔ بدمعاش کو بدمعاشی کی سزا ملتی ہے۔ اگر اسباب مخالف ہیں تو اُس کی سزا مؤخر کر دی جاتی ہے۔ جتنی سزا اسباب دُنیاوی کے اندر آ سکتی ہے۔ وہ تو فوراً مل جاتی ہے۔ باقی مؤخّر کر دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ ریاست کے ایک ولیعہد جو بدمعاش ہے اس کے گناہوں کی پاداش میں ریاست میں انقلاب لائے اور خونریزی ہو۔ اس لئے اس کی سزا مؤخّر کر دی جائے گی اور جونہی وہ مرے گا اگرچہ قبر تو سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہوگی۔ لیکن اندر دوزخ کا گڑھا ہوگی۔

ایک چوہدری ہے جو زمیندار ہے۔ مگر نہ وہ خود نماز پڑھتا ہے نہ اس کی چوہدرانی نماز پڑھتی ہے۔ وہ دونوں ملعون ہیں۔ روزانہ پانچ وقت نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے ان پر لعنت پڑتی ہے اور ملعون ہونے کے باوجود اچھے سے اچھا کھانا کھاتے ہیں اچھے سے اچھا لباس پہنتے ہیں اور عمدہ زندگی بسر کرتے ہیں اور ایک جولاہا جو کسی مسجد کے قریب رہتا ہے۔ محنت کرکے حلال رزق کما کر کھاتا ہے۔ نماز کے اوقات میں اذان دیتا ہے اور نماز پڑھا دیتا ہے اور اس کی بیوی بھی پانچ وقت نماز ادا کرتی ہے۔ ان دونوں پر اللہ کی رحمت پڑتی ہے۔ جولاہا مرحوم ہونے کے باوجود اچھے اچھے کھانوں سے محروم ہے۔ اس کا اجر موخّر کر دیا جائے گا۔ اور جونہی وہ مرے گا۔ تو قبر جنّت کا باغ ہوگی۔ اللہ والے

راضی بقضا الہی ہوتے ہیں۔

ایک بزرگ کا بیٹا بیمار ہوا۔ برادری کے آدمی عیادت کے لئے آنے لگے۔ مریض کا انتقال ہوگیا تو اُس پر کپڑا ڈال دیا اور سرہانے بیٹھے وظیفہ پڑھتے رہے۔ جو پوچھنے کے لئے آتا۔ فرماتے آرام آگیا ہے۔

اللہ والوں کی صُحبت

میں آئے تو رنگ چڑھتا ہے۔ وہ رُخ پھیر دیتے ہیں۔ پندرہ سال تک اللہ نے ہمیں خوش رکھنے کے لئے کھلونا دے رکھا تھا۔ اُس نے امانت دی۔ ہم نے فائدہ اُٹھایا۔ جب مالک واپس مانگے تو رونے نہیں بیٹھ جانا چاہیئے۔ دُنیا میں طرح طرح کی مصیبتیں آئیں گی۔ خدا سے تعلق میں خلل نہ آنا چاہیئے۔ مالک اپنی مملوکہ چیز میں جو بھی تصرف کرے وہ اُس کا حق ہے۔ ہمیں تو اپنی مملوکہ مرغی کے چوزے کو اُس کے سامنے ذبح کرکے کھا جانے کا حق ہے۔ ماں کے سامنے بچوں کو ذبح کرکے کھا جاتے ہیں۔ اور کبھی بچوں کے سامنے ماں کو ذبح کرکے کھا جاتے ہیں اور اس میں ہم اپنے آپ کو ظالم نہیں سمجھتے۔ کیا اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق میں اتنا بھی حق نہیں ہے؟ عملی رنگ رنگین سے چڑھتا ہے۔ صبر۔ ضبط اور رضا بقضاء الہی رہنا صحبت سے حاصل ہوتا ہے۔

تعلیم کے ساتھ تربیت

بھی ہونی چاہیئے۔ صرف تعلیم کافی نہیں۔ وہی حدیثیں جو صحابہ کرام نے پڑھی تھیں ہم بھی پڑھتے ہیں۔ لیکن جو رنگ صحابہ کرام پر تھا۔ وہ رنگ ہم پر نہیں چڑھتا۔ کیونکہ وہ صُحبت نبویؐ کا رنگ تھا اس لئے صحابہ کرام کو كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ کا تمغہ ملا۔ وہ پھر کسی کو نہیں ملا۔ اتباع نبوی میں صحابہ کرامؓ نے وہ کرکے دکھایا کہ دُنیا میں کسی قوم نے اپنے پیغمبر کے لئے نہیں کیا۔

خدا پرست

بننے سے تکالیف زیادہ آئیں گی۔ کیونکہ باطل پرست مخالفت کی وجہ سے طرح طرح سے ستائیں گے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ پر بادشاہ وقت ناراض ہوا۔ اور حکم دیا کہ ان کو کوئی دُکاندار راشن وغیرہ نہ دے۔ خواجہ صاحبؒ نے اپنے ایک خادم کو ساتھ لیا اور جنگل میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک دروازہ سر کنڈے کا بنا ہوا تھا۔ اندر گئے تو دوکانیں لگی ہوئی تھیں۔ خادم سے فرمایا۔ یہاں آکر دال چاول اُٹھا لے جایا کرو۔ خادم نے دریافت کیا حضرت یہ کیا فرمایا۔ فرشتہ ہمارے لئے وہاں جو راشن لاتے تھے۔ وہ اب یہاں لاتے ہیں۔

مصائب آئیں گی۔ ہر مصیبت کو امتحان سمجھا جائے اور جزع فزع نہ کیا جائے جو آدمی مر جائے۔ اگر وہ اپنی زندگی میں منع کرتا ہے۔ کہ رونا منع ہے اور گناہ ہے تو وہ بری الذمہ ہوگا۔ اور اگر مرنیوالا منع نہیں کیا کرتا تھا تو اس کے مرنے کے بعد رونے والوں کے گناہ میں یہ بھی شامل سمجھا جائے گا۔

جب کوئی دکھ پہنچائے

تو کہے اے اللہ یہ تیرے تعلق کی بنا پر ہمیں دُکھ دے رہے ہیں۔ جب تک انکے ہمرنگ تھے تو کسی کو دکھ نہیں تھا اور جب قرآن کے دروازہ پر آئے اور کچھ ہدایت ہوگئی تو سب ستانے لگ جاتے ہیں۔ اکثر توہین کراتے ہیں۔ کھیتوں اور پھلوں کو نقصان پہنچاتے ہیں بعض اوقات ناراض ہو کر قتل بھی کرا دیتے ہیں۔ لہٰذا جب کبھی کوئی تکلیف پہنچے تو صبر کرے۔ اس کا اجر اگر دنیا میں نہ ملا۔ تو آخرت میں ضرور ملے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ خداوند کریم ہمیں استقامت عطا فرمائے اور باطل پرستوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

زائرین حرمین کی بہترین راہ نما

مست ہیں اب تک لٹیں نبیؐ سے کعبہ کے کوچے طیبہ کی گلیاں
راہ وفا خوشبو سے معطر صلی اللہ علیہ وسلم

جو خوش نصیب حضرات حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہونے والے ہیں ہم ان کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ رسالہ "رحمت کائنات" کا مطالعہ جاری رکھیں۔ جس سے حُبّ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ترقی ہوگی جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ روضہ حضور اطہر پر سلام کو خود جناب سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سُنتے ہیں اور جواب سے بھی مشرف فرماتے ہیں ہدیہ صرف ایک روپیہ محصول ڈاک ۶ آنے ۱۲ کا منی آرڈر آنے پر رسالہ ارسال ہوگا۔ ساتھ ہی رسالہ حج و زیارت مفت دیا جائے گا۔ پتہ:۔

ناظم دار الاشاعت والتبلیغ
شمس آباد ضلع اٹک۔ مغربی پاکستان

طالبان علوم دینیہ

مدرسہ عربیہ تعلیم الدین کا داخلہ انشاء اللہ ۱۰ شوال کو شروع ہو جائے گا۔ طلبہ کو ہر قسم کی کفالت (مثلاً رہائش خورد و نوش اور روزمرہ کی ضروریات) مدرسہ کے ذمہ ہوگی۔ درس نظامی کی تعلیم حاصل کرنے والے عموماً اور ابتدائی کتابیں پڑھنے والے خصوصاً خط کے ذریعہ اطلاع دیدیں۔ تاکہ انتظام میں آسانی ہو۔ نیز مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ اپنے مالوں سے زکوٰۃ صدقات اور چرمہائے قربانی دیتے وقت اس مدرسہ کو بھی یاد رکھیں۔ خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ:۔

(مولانا) عبدالرشید صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ تعلیم الدین
بھیرہ ضلع سرگودہا

مدرسہ اسلامیہ عربیہ احرار اسلام کراچی

مدرسہ ہذا کراچی کے محلہ لیاری کوارٹرز میں تقریباً چالیس سال سے زیر سرپرستی الحاج مفتی محمد عثمان صاحب بلوچ دین کی خدمت کر رہا ہے۔ جس میں تقریباً دو سو طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ مدرسہ فی الحال تیس چالیس بیرونی طلبہ کے قیام و طعام کی کفالت کر رہا ہے۔ دارالاقامہ کی تعمیر کے لئے کوشش جاری ہے۔ تاکہ زیادہ طلبہ کے قیام کا انتظام کیا جا سکے۔

درس نظامیہ کے تحت تفسیر حدیث فقہ اور دیگر علوم متفرقہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ تعلیم القرآن و تجوید کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ مزدوروں کو کلام مجید و احکام دینیہ سے روشناس کے لئے مدرسہ شبینہ بھی قائم ہے۔ طلبہ کو تبلیغ اسلام کے لئے بطور خاص تیار کیا جاتا ہے + گورنمنٹ نے مدرسہ ہذا کی خدمات کا خیال کرتے ہوئے اس رقم کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ جو مدرسہ ہذا کے لئے دی جائے۔ دیندار اصحاب کرام زکوٰۃ و خیرات و عطیات کی تقسیم کے وقت مدرسہ ہذا کو بھی یاد رکھیں + چیک بنام انجمن احرار الاسلام کراچی ارسال اور نقد رقومات حسب ذیل پتہ پر ارسال فرمائی جائیں۔

مولانا محمد عمر صاحب بلوچ مہتمم مدرسہ اسلامیہ عربیہ احرار الاسلام
بگسر لین۔ لیاری کوارٹرز۔ کراچی ۲ پاکستان

عام ہیں اس کے تو الطاف شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

ایم عبد الرحمٰن (لودھیانوی)

لیلۃ القدر کی برکتیں

اے شیخ چہ جوئی ز شب قدر نشانی
ہر شب شب قدر است اگر قدر بدانی

اللہ! اللہ! کیا شان رحمت ہے کہ اطاعت شعار اُمّت مسلمہ کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ایک ایسی رات کی سعادت نصیب ہوئی جو اپنی پُر کیف ساعتوں میں ہزار ماہ یعنی ۸۳ سال ۴ ماہ کی بہتر سے بہتر عبادتوں کے اجر و ثواب کا خزانہ لُٹا دیتی ہے۔ کہاں ۸۳ سال ۴ ماہ کی طویل مُدّت اور کہاں صرف ایک رات کی چند ساعتیں۔

خداوند قدوس نے اپنے حبیب لبیبؐ کی اُمّت پر کتنا زبردست احسان کیا ہے گزشتہ اُمّتیں جن کی عمریں بہت زیادہ ہوتی تھیں اپنی صدہا سال کی سجدہ ریزیوں اور عبادت گزاریوں کے باوجود خیر الاُمم سے سبقت نہیں لے جاسکتیں۔

سورہ قدر کا شان نزول

ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسرائیل کا احوال صحابہؓ کرام کے سامنے بیان فرماتے تھے کہ ایک زاہد شمعون نامی بنی اسرائیل میں گزرا ہے جو کثرت عبادت میں ضرب المثل ہے۔ اُس نے ہزار مہینے عبادت کی۔ ہر روز روزہ رکھتا تھا اور کافروں کے ساتھ جہاد کرتا تھا۔ اور رات بھر نماز پڑھتا تھا۔ صحابہؓ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کس طرح ایسے شخص کے ثواب کو پہنچ سکتے ہیں۔ کیونکہ ہماری عمر کی انتہا ساٹھ یا ستّر برس ہے۔ سو اس میں سے تیسرا حصّہ تو سونے میں گزر جاتا ہے۔ اور کچھ معاش کی تلاش میں اور دیگر حاجتوں میں خرچ ہو جاتا ہے۔ اور اس میں کچھ بیماری اور تساہل میں ضائع ہو جاتا ہے۔ پھر عبادت کے واسطے کیا باقی رہا۔ آنحضرتؐ بھی اس بات کو سُن کر دلگیر اور غمگین ہوئے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کے رنج کو دُور کرنے کے لئے سورہ القدر نازل فرمائی کہ اگرچہ تمہاری اُمّت کی عمریں چھوٹی ہیں۔ لیکن ہم نے ایک ایسی رات عنایت فرمائی ہے کہ اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے۔

قرآن کریم میں شب قدر کا ذکر

ہم نے اسے (قرآن کریم کو) شب قدر میں نازل کیا ہے۔ تجھے (اے رسولؐ) کیا معلوم۔ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ فرشتے اور رُوح (جبرئیل امین) اس رات میں اپنے رب کے حکم سے تمام احکام لے کر نازل ہوتے ہیں (یہ رات) سراسر سلامتی کی رات ہے۔ صبح صادق کے طلوع تک (یہ سلسلہ برابر جاری رہتا ہے)

پارہ ۳۰ رکوع ۲۲

شب قدر کی خصوصیتیں

(۱) نزول قرآن (۲) ہزار ماہ سے زیادہ فضیلت (۳) ملائکہ کا نزول (۴) صبح صادق تک خیر و برکت اور امن و سلامتی کی بارشیں۔

یہ چاروں خصوصیتیں اپنے اندر بے پناہ حکمتیں رکھتی ہیں۔ اور ان میں ایک گونہ ربط بھی ہے۔ قرآن کریم جو آخری صحیفۂ آسمانی ہے۔ اس رات نازل ہُوا۔ تو اس کے صدقے میں قدرت نے اسے سالہا سال کا طول دیدیا۔ اور وہ بھی غالباً اس لئے کہ اُمّت کی فیضیابی میں کوئی کسر نہ رہ جائے۔ فرشتوں کا نزول اس امر کی دلیل ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کو یہ گوارا نہ تھا۔ کہ اُس کے نیک بندے ان انوار و تجلیات کا مشاہدہ نہ کریں۔ جو ظہور کے باوجود نگاہوں سے مستور رہتے ہیں۔

احادیث نبویؐ کی روشنی میں

(۱) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو آنحضرتؐ نے ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اے لوگو! تم پر ایک عظمت و برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے۔ اس مبارک مہینے کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا۔ گویا ساری ہی خیر سے محروم رہ گیا۔ اور اس کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا۔ مگر وہ شخص جو حقیقتاً محروم ہی ہے۔ رواہ ابن ماجہ

(۲) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر میں ایمان و احتساب کے ساتھ قیام عبادت کرے اُس کے پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔
(کذافی الترغیب عن البخاری و مسلم)

(۳) انس ابن مالک سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ شب قدر میں جبرئیل امین فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اُترتے ہیں۔ اور اللہ کے جو بندے کھڑے یا بیٹھے عبادت یا ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں ان کے واسطے یہ سب فرشتے خیر و رحمت کی دعا کرتے ہیں۔
(رواہ البیہقی فی شعب الایمان کذافی المشکوٰۃ)

(۴) امام مالکؒ اپنی کتاب مؤطا میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پچھلی اُمتوں کے لوگوں کی عمریں دکھائی گئیں تو شاید آپ کو اپنی اُمّت کی عمریں کم دیکھ کر یہ خیال ہُوا کہ میری اُمّت کے لوگ عمل کے اس درجہ تک نہیں پہنچ سکینگے۔ جس پر پچھلی اُمتوں کے لوگ پہنچے ہیں تو اللہ تعالےٰ نے آپ کو شب قدر عطا فرمائی جو ہزار ماہ سے بہتر اور افضل ہے۔

وجہ تسمیہ۔ لیلۃ القدر میں تقدیر سے مراد یہ ہے کہ ازلی تقادیر کا ملائکہ پر اظہار کیا جاتا ہے۔ دوسرے یہ لیلۃ القدر عزّت و عظمت اور شرف و منزلت کی رات ہے۔ اب یا تو شرف و عظمت فاعل کی طرف راجع ہے۔ یعنی جو اس رات میں عبادت بجالائے وہ صاحب عظمت و بزرگی ہے۔ اور یا یہ فعل کی طرف راجع ہوگی۔ یعنی اس رات کی طاعت قدر و شرف میں زیادہ ہے۔ دوسرے شب قدر میں رزق۔ اجلیں اور سال بھر جو کام ہونے والے ہیں لکھ لئے جاتے ہیں۔

ابو بکر وراق فرماتے ہیں۔ اس رات کو لیلۃ القدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں مرتبے والی کتاب، مرتبہ والے فرشتہ کی زبان سے، مرتبہ والی اُمّت پر نازل ہوئی۔ شاید اس وجہ سے حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے اس

باقی صفحہ ۱۷ پر

لال دین صاحب اختگر

حلقۂ احباب

قسط نمبر ۱۷

(مولوی عبدالرشید صاحب کے والد ماجد علامہ اقبال مرحوم کے بڑے مداح تھے۔ فرصت کے تمام لمحات علامہ مرحوم کی کتب کے مطالعہ میں گزر جاتے۔ ہزاروں اشعار ورد زبان تھے۔ فارسی میں بھی کافی دسترس رکھتے تھے۔ علماء کرام کی صحبت و خدمت کا بڑا شوق تھا۔ بڑے بڑے ہمعصر صاحب فضل کمال حضرات سے دوستانہ اور خادمانہ مراسم تھے۔ دین کی خدمت کا جذبہ صدقہ و خیرات کی صورت میں ہمیشہ پُورا ہوتا رہتا تھا۔ عبادت میں بڑا شغف رکھتے تھے۔ شب بیداری اور اس پر رقیق القلبی کی نعمت عین شباب میں ہی حاصل تھی۔ الغرض ایسے باکمال باپ کی صحبت میں عبدالرشید تربیت پانے والا جوہرِ قابل کیوں پارس نہ بن جاتا۔ اور اس پر طرّہ یہ کہ اب بھی والدہ محترمہ کی ہر وقت کی دُعائیں حاصل کرنا اور فرطِ محبت میں گھر جاکر عفیفہ و مشفقہ کی آغوش میں سر رکھ دینا مولوی صاحب کی رُوح کی غذا اور دل کا سرور ہے۔

خیر! ہم مولوی عبدالرشید صاحب کی کم سنی میں اُن کے والد مرحوم کی زبان سے اقبالیات کے سُننے کا تذکرہ کر رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مولوی موصوف کی اقبال شناسی کی لیاقت اپنے ساتھیوں سے بہت آگے ہے۔ اور اس پر دینی واقفیت سونے پر سہاگہ کا کام کر رہی ہے)

(آج جاوید نے آتے ہی یہ سوال کیا)

جاوید۔ مولوی صاحب! اہلِ مغرب کے علم و ہُنر نے ساری دُنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ اور موجودہ زمانے میں ترقی کی تمام شاہراہوں پر اُن کا قبضہ ہے۔

مولوی عبدالرشید۔ اس سے کسی کو بھی مجالِ انکار نہیں ہے۔

جاوید۔ جب کوئی قوم اپنے فکر و تدبر۔ فہم و فراست اور حسنِ کردار سے باقی قوموں پر گوئے سبقت لے جاتی ہے۔ تو وہ صرف چند ایک ہی میں نہیں۔ بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں بامِ عروج تک پہنچ جاتی ہے۔ اور ہمسایہ اقوام اپنے آپ کو اُن اوصاف سے عاری پاکر اُس کی تعریف میں رطب اللسان اور پھر اُس کی تہذیب و تمدّن کی پیروی تک شروع کر دیتی ہیں۔

مولوی عبدالرشید۔ انسان کی فطرت ہی کچھ اس نہج پر واقع ہوئی ہے۔ کہ وہ مادی اسباب کی فراوانی دُنیا کی کامیابی اور حصول ثروت و جاہ پر ہی شبانہ روز نظر رکھتی ہے۔ اُس کو اس جہان کی چند روزہ دلکشائیوں کے سوائے اور کچھ سُوجھتا ہی نہیں۔ لہٰذا وہ ان کے حاصل کرنے میں رات دن کمربستہ رہتی ہے۔

اختر۔ مولوی صاحب! بقول جاوید اہلِ مغرب نے صرف ایجادات میں ہی ترقی نہیں کی۔ بلکہ باقی شعبوں میں بھی کافی ارتقا حاصل کر لیا ہے۔ سیاسیات میں کوئی قوم بھی اُنکا لگا نہیں کھا سکتی۔

مولوی عبدالرشید۔ آپ کا ان باتوں سے کیا مطلب؟

جاوید۔ مطلب تو بالکل واضح ہے۔ اہلِ یُورپ کی منزلیں ہم سے بہت آگے ہیں۔ ہم مسلمانوں کو بھی ہر لحاظ سے اُن کی تقلید کرنا چاہیئے۔ تاکہ ہماری اسلامی سلطنتوں میں بھی شوکت و عظمت کی وُہی جھلکیں نظر آنے لگیں۔ جن کی تیز روشنی میں ہماری آنکھیں خیرہ ہو رہی ہیں۔

مولوی عبدالرشید۔ جاوید صاحب! کسی جماعت میں آپ نے فارسی بھی پڑھی ہے؟

جاوید۔ ہاں۔ فارسی کو کچھ نہ کچھ ضرور جانتا ہوں۔ مگر آپ کا کیا مطلب؟

(اتنے میں حمید اور مسعود آتے ہُوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور سعید صاحب بھی اس گفتگو کو فقط سُن ہی رہے ہیں۔ سوال و جواب میں شامل نہیں ہیں)

اختر۔ دُنیاوی ترقی کے لئے اہلِ مغرب کی تقلید ضروری ہے۔

مولوی عبدالرشید۔ میرے عزیز! جہاں تک ایجادات۔ تحقیقات جدیدہ۔ بحری۔ بری اور ہوائی معلومات کا تعلق ہے۔ ہم کو آج اہل مغرب کی تقلید کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ اگرچہ سائنس، ریاضیات۔ علم ہیئت اور باقی علوم حاضرہ کے تمام مبادیات کا جہاں تک تعلق ہے ان چیزوں کو مسلمانوں کے دل و دماغ نے ہی جنم دیا ہے۔ اور ان کا ثبوت ہماری تاریخ کے اوراق سے ملتا ہے اس حقیقت کا مشاہدہ کرکے اقبال مرحوم نے اپنی ملّی عظمت کو اغیار کی زینت بنے ہُوئے دیکھ کر ان الفاظ میں خُون کے آنسو بہائے تھے۔

حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دُنیا کے آئینِ مسلّم سے کوئی چارا
مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں اُن کو یُورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

مگر آپ ہر شعبہ میں اہلِ مغرب کی پیروی کا کیوں نام لے رہے ہیں؟

اختر۔ کیا موجودہ سائنس کی داغ بیل ہمارے آبا و اجداد نے ڈالی تھی؟

عبدالرشید۔ اچھا آپ اقبال مرحوم کے ان اشعار کا پھر مفہوم کیا سمجھے؟

دوستو! وہ لوگ جنہوں نے لندن اور کیمبرج یونیورسٹیوں کے کتب خانوں پر نظر ڈالی ہے۔ ان کو معلوم ہے۔ کہ ہمارے مسلمان فلاسفروں کی کتابیں انگریزی میں ترجمہ ہو کر ان کی لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔

جاوید۔ کیا موجودہ سائنس کی حیرت انگیز ترقی کا سارا پروگرام ہمارے بزرگوں نے تیار کیا تھا؟

عبدالرشید۔ ہاں آپ فقط سائنس کے مبادیات پر بحث لیوں کرنا چاہتے ہیں۔ اہلِ یُورپ کو تسلیم ہے کہ تاریخ جغرافیہ و علم ہیئت۔ علم ہندسہ۔ طبابت اور علم الکیمیا کی بنیاد مسلمانوں کے دور میں پڑی۔ اور بعد ازاں گھڑی کی ایجاد۔ جہاز رانی بلکہ بارود وغیرہ کی ایجاد بھی اسلامی ادوار ہی کی ایجاد ہے۔ مگر باوجود اس فخر کے ہم کو آج اپنے ہاتھوں اپنی زبوں حالی کا پورا اعتراف ہے۔ کیونکہ ہماری دُنیاوی عظمت فقط ایک ہی طریقہ سے قائم رہ سکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو قرآنِ پاک کا خادم بنا کر زندگی بسر

کریں۔ اور اگر یہ نہیں تو پھر دُنیاوی ثروت بھی ہم سے چھنی جاتی ہے۔ علامہ اقبالؒ نے اس حقیقت کو ایک ہی مصرع میں پیش کر دیا ہے۔

ملک دولت ہے فقط حفظِ حرم کا اک ثمر

اختر۔ ہمیں آخر اب کیا کرنا چاہیئے؟

عبدالرشید۔ مَیں تو پہلے ہی عرض کر چکا ہوں۔ کہ دُنیاوی ترقی کی راہیں آج اہلِ یورپ کے لئے کھلی ہوئی ہیں۔ ہمیں بھی اُن کی یونیورسٹیوں سے سائنس اور باقی علوم جدیدہ کو حاصل کرنا چاہیئے۔ جو کہ در اصل ہمارے ہمارے ہی آبا و اجداد کی یاد ہیں مگر ہم ناخلفوں نے ان کی پرداخت نہ کی۔ لیکن آپ اس قانون کو ضرور یاد رکھیں۔ کہ اگر مسلمان نے اپنی زندگی کا رہنما قرآنِ کریم کو نہ بنایا۔ تو اُس کا ادبار و نحوست سے نکلنا محال ہے۔ لہٰذا اس کا فرض ہے۔ کہ وہ جہاں علوم جدیدہ کی تحصیل میں کوشاں ہے وہاں کتاب اللہ اور احادیث نبویؐ کو اپنا حال بنائے۔ علامہ اقبالؒ نے اپنی ایک تحریر میں مسلمانوں کو رائے دی ہے کہ وہ اگر دورِ حاضرہ میں ترقی کرنا چاہتے ہیں تو اُن کو دیو بند شریف کے فارغ التحصیل ہونے کے ساتھ ساتھ سائنس کے لکچر بھی دیئے جائیں۔ تاکہ اُن کی ہر لحاظ سے تکمیل ہو۔ گویا آئندہ مسلمان کی ملّی حیات کی حفاظت فقط اس عمل میں مضمر ہے۔ کہ وہ قرآنؐ و حدیث کو اپنا حال بنا لے۔ اور علوم جدیدہ کو بھی مکمل طور پر حاصل کرے

جاوید۔ اچھا۔ مولوی صاحب۔ اہلِ مغرب کی سیاسیات سے آپ کو کیوں نفرت ہے؟

عبدالرشید۔ مَیں اس سے پیشتر بھی آپ کو جواب دے چکا ہوں کہ ؎

سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا
ہوس کی امیری ہوس کی وزیری

اقبال مرحوم

اور اگر آپ اس کے حریصانہ عزائم سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں تو اپنے قوم کے مفکر علّامہ اقبال مرحوم کی اس نظم کی طرف رجوع کریں۔ جس میں اُنہوں نے ان پر ناقدانہ نظر ڈالی ہے۔

اختر۔ وہ کونسی نظم ہے؟

عبدالرشید۔ نظم کا عنوان ہے ”پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق“ اور اُن کی کتاب ”مثنوی مسافر“ میں موجود ہے۔

مسعود اور جاوید۔ ہمیں آج ہی علّامہ مرحوم کی اُس نظم سے روشناس کرائیے تاکہ ہمارے نظریات میں تبدیلی پیدا ہو

(مولوی عبدالرشید یہ سُن کر گھر تشریف لے جاتے ہیں)

اختر۔ مولوی عبدالرشید صاحب کو فارسی زبان میں بڑی دسترس حاصل ہے۔

مسعود۔ اللہ تعالےٰ کی دین ہے۔ میرا تو فارسی میں دل ہی نہیں لگتا۔ مگر جب مولوی صاحب ڈاکٹر اقبالؒ کا کلام پیش کرتے ہیں تو طبیعت بڑی محظوظ ہوتی ہے۔

اختر۔ علامہ مرحوم کی فارسی اردو نا فارسی ہے۔ زبان میں فصاحت کا جوہر کوٹ کوٹ کر بھرا ہُوا ہے اور پھر مثنوی کی طرز میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا اُن کا ایک ادبی امتیاز ہے۔ موجودہ اہلِ زبان میں بھی اُن کا ہم پلّہ کوئی نہیں ہے۔ اُن کا کلام مولانا رومؒ کی تمام تر قادر الکلامی کا آئینہ دار معلوم ہوتا ہے۔ اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو مولانا رومؒ کی زبان میں قدرے پُرانی ترکیبوں کے جملوں یا پُرانے الفاظ کی آمیزش موجود ہے۔ مگر علّامہ مرحومؒ کی زبان فصاحت و بلاغت کے تمام محاسن کا ایک الہامی مجموعہ ہے۔

جاوید۔ مجھ کو تو خلوت میں بار بار یہ خیال محوِ حیرت رکھتا ہے کہ اقبال مرحومؒ نے اسلام دوستی کا نور کہاں سے حاصل کیا۔ وہ شخص جو تہذیب و تمدّن۔ تعلیم و تربیت۔ وضع قطع۔ لباس۔ راہ و رسم اور ماحول کے لحاظ سے اہلِ مغرب کا ایک پکّا مقلد نظر آتا ہو۔ اُس کی زبانِ قلم سے قرآن حکیم کی تعریف و تحسین کے گیت۔ حُبِّ رسولؐ کی تانیں بیداریٔ قوم کے نغمات اور شاہانِ اسلام کے نام پیغامات ہی مترشح ہوں۔ میرا تو ایمان ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اپنے دین کی تائید جس سے چاہتا ہے کروا لیتا ہے۔

(اتنے میں مولوی عبدالرشید ”مثنوی مسافر“ لے کر آ جاتے ہیں)

سعید۔ ہاں جناب! سیاسیات یورپ کے متعلق ہمارے مایۂ ناز علّامہ مرحوم کا کیا نظریہ ہے؟

عبدالرشید۔ وہ نظم جو مَیں آپ کے سامنے پیش کرنے والا ہوں۔ خاصی لمبی نظم ہے۔ لہٰذا مَیں بعض اشعار کو چھوڑتے جاؤں گا۔ اور اُن اشعار کو صرف پیش کرنے کی کوشش کرونگا جو اہلِ مغرب کی پُر فریب سیاست پر روشنی ڈالتے ہیں۔ یا اسلام کی تائید میں ہیں؟

آدمیت زار نالید از فرنگ
زندگی ہنگامہ برچید از فرنگ
پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق
باز روشن مے شود ایّامِ شرق

اہلِ یورپ کی ابلیسی منصوبہ بندیوں کی وجہ سے انسانی ہمدردی کے تمام احساسات مجروح ہو چکے ہیں۔ اُن کے سینوں میں سوائے خود غرضی کے اور جذبہ کار فرما نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بحر و بر کی فضاؤں میں اُنکی ہوسناکیوں کے باعث ایک خطرناک ہنگامہ آرائی نظر آتی ہے۔ لہٰذا اے اسلامی سلطنتوں کے وارثو! اس بین الاقوامی سیاسی ماحول میں آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنا مقام پہچانیں۔ اور اپنے آہنی عزم۔ جدّوجہد اور حُسنِ کردار سے دُنیا کو ادبار و نحوست کی تاریک غاروں سے نکال کر کامیابی اور سعادت کی روشن شاہراہوں پہ لے آئیں۔

دیکھئے۔ کہ اہلِ مشرق کو بیدار کرنے کے لئے مسیحی دُنیا کی کمزوریاں نہایت واشگاف الفاظ میں منظوم فرما رہے ہیں۔ اور ان خیالات کو فارسی زبان میں پیش کرنے کا مقصد بھی یہی ہے۔ کہ پیغامِ بیداری کو اسلامی سلطنتوں کے لئے عالمگیر بنایا جائے۔

یورپ از شمشیر خود بسمل فتاد
زیرِ گردوں رسمِ لادینی نہاد
گرگے اندر پوستینِ برّۂ
ہر زماں اندر کمینِ برّۂ
مشکلاتِ حضرتِ انساں ازوست
آدمیت را غمِ پنہاں ازوست
در نگاہش آدمی آب و گِل است
کاروانِ زندگی بے منزل است

اقبال مرحوم اہلِ یورپ کی مردم خوار اور مردم آزار پالیسی کے پُورے محرم ہیں۔ اُنہوں نے اُس بلند چوٹی پر چڑھ کر یورپی سیاست کا مطالعہ کیا

باقی صفحہ ۱۸ پر

محمد شفیع عمر الدین ٹھٹھ

رنج و راحت

احکم الحاکمین

ذات باری تعالیٰ نے اپنے بندوں کے سامنے سوال پیدا کیا

(اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحٰکِمِیْنَ ○) التین پ۳۰

ترجمہ - کیا اللہ سب حاکموں کا حاکم نہیں ہے؟

اس بصیرت افروز سوال کا جواب ہر صحیح الفطرت انسان یہ ہی دے گا۔ بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ - یعنی بیشک اسے مولیٰ پاک تو حاکموں کا حاکم ہے - اور میں اس پر گواہ ہوں -

الحاصل اللہ تعالیٰ کو احکم الحاکمین ماننے کے بعد ہر فرد و بشر خواہ وہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ کے ذمے یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اس کے سب احکام پر عمل پیرا ہو جو اُس نے قرآن مجید میں نازل فرمائے ہیں - اور جن کی شرح احادیث میں ہے اور اُسے احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرکے دونوں جہانوں میں خسارہ نہ اٹھانا چاہیئے -

بقول حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ " یعنی اس کی شہنشاہی کے سامنے دُنیا کی سب حکومتیں ہیچ ہیں

جب یہاں کی چھوٹی چھوٹی حکومتیں اپنے وفاداروں کو انعام اور مجرموں کو سزا دیتی ہیں تو اس اَحْکَمُ الْحٰکِمِیْنَ کی سرکار سے یہ توقع کیوں نہ رکھی جائے "

(لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ) التغابن آیت ۱

ترجمہ - اسی کا راج اور اسی کی تعریف ہے۔

الحاصل دُنیا میں ہر ملک کی رعایا اپنے حاکم کا حکم مانتی ہے - کیا ہمارے لئے بھلائی کی صرف یہی ایک راہ نہیں ہے کہ ہم احکم الحاکمین کے کسی حکم سے بھی سرمو جتنا تجاوز نہ کریں - اور اس کے سب احکام بجا لائیں -

اس ذات پاک نے اپنی حکمت بالغہ سے جو حکم نازل فرمائے ہیں اس میں اس کے کمزور بندوں کی بہتری اور بھلائی ہے - (اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ) المائدہ آیت ۱

ترجمہ - اللہ حکم کرتا ہے جو چاہے -

الحاصل بندے کا فرض ہے کہ اس کے ہر حکم پر بلا چون و چرا چلنا شروع کر دے - اس کا ہر حکم ہر امر و نہی عین حکمت پر مبنی ہے - سچے مومن کی شان تو یہ ہے کہ جو حکم اللہ کا سنے، بلا تردد اس پر عمل کرے - اُس کا ادب یہی ہے کہ کہے

(سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا) النور رکوع ۷

ترجمہ - ہم نے سُن لیا اور مان لیا -

اور اسی میں بندے کی بہتری اور بھلائی ہے -

مگر بے قدر انسان

رحمت کے بعد زحمت خود خریدتا ہے - اللہ تعالیٰ کے احکام سے پہلوتہی کرتا ہے - خود سکھ کے عوض دُکھ میں گرفتار ہونے کے اسباب مہیا کرتا ہے

(ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نِّعْمَۃً اَنْعَمَھَا عَلٰی قَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ وَاَنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○) الانفال آیت ۵۳

ترجمہ - اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ ہرگز اس نعمت کو نہیں بدلتا - جو اُس نے کسی قوم کو دی تھی - جب تک وہ خود اپنے دلوں کی حالت نہ بدل لیں - اور اس لئے کہ اللہ سُننے والا جاننے والا ہے -

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں - " وہ اپنے جیوں کی بات بدلیں یعنے اعتقاد اور نیت جب تک نہ بدلیں تو اللہ کی بخشی نعمت چھینی نہیں جاتی - "

الحاصل انسان اپنی سیاہ کاریوں اور گناہوں کے باعث انعامات الٰہی کو کھو بیٹھتا ہے - اور مصائب میں مبتلا ہو جاتا ہے - اللہ ہمیں بچائے -

ہماری کرتوتوں کا پھل

لہٰذا مصائب اور تکالیف ہمارے بدعملوں کی وجہ سے آتی ہیں -

(وَمَا اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ ○) الشوریٰ ع ۴

ترجمہ - اور تم پر جو مصیبت آتی ہے - وہ تمہارے ہاتھوں سے کئے ہوئے کاموں سے آتی ہے - اور وہ بہت گناہ معاف کر دیتا ہے -

حاشیہ شیخ الاسلام عثمانیؒ

یعنی جیسے نعمتیں ایک خاص اندازہ اور خاص اوقات و احوال کی رعایت سے دی جاتی ہیں - مصائب کا نزول بھی خاص اسباب ضوابط کے ماتحت ہوتا ہے - مثلاً بندوں کو جو کوئی سختی اور مصیبت پیش آئے اس کا سبب قریب یا بعید بندوں ہی کے بعض اعمال و افعال ہوتے ہیں - ٹھیک اسی طرح جیسے ایک آدمی غذا وغیرہ میں احتیاط نہ کرنے سے بیمار پڑ جاتا ہے - بلکہ بعض اوقات ہلاک ہو جاتا ہے - یا بعض اوقات والدہ کی بد پرہیزی بچہ کو مبتلائے مصیبت کر دیتی ہے - یا کبھی کبھی ایک محلہ والے یا شہر والے کی بے تدبیری اور حماقت سے پورے محلہ اور شہر کو نقصان اُٹھانا پڑتا ہے - یہی حال روحانی اور باطنی بد پرہیزی کا سمجھ لو - گو دُنیا کی ہر مصیبت بندوں کے بعض اعمال ماضیہ کا نتیجہ ہے - اور مستقبل میں ان کے لئے تنبیہ اور امتحان کا موقع بہم پہنچاتی ہے - اور یہ اس پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بندوں کے بہت گناہوں سے درگزر کرتی ہے - اگر ہر جرم پر گرفت ہوتی تو زمین پر کوئی متنفس بھی باقی نہ رہتا - حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں، " یہ خطاب عاقل بالغ لوگوں کو ہے گنہگار ہوں یا نیک - مگر نبیؑ اس میں داخل نہیں "

بے انصافی اور ظلم کا نتیجہ

(وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِظُلْمِھِمْ مَّا تَرَکَ عَلَیْھَا مِنْ دَآبَّۃٍ وَّلٰکِنْ یُّؤَخِّرُھُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی) النحل آیت ۶۱

ترجمہ - اور اللہ لوگوں کو ان کی بے انصافی پر پکڑلے تو زمین پر کسی جاندار کو نہ چھوڑے لیکن ایک مدت مقرر تک انہیں مہلت دیتا ہے -

الحاصل ہمیں گناہوں کی پاداش سے ڈر کر ان کے قریب بھی نہ جانا چاہیئے -

مسلمان کا امتحان نزول مصائب سے

(وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ○) البقرہ ع ۱۹

ترجمہ - اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو تھوڑے سے ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور میووں کے اور خوشخبری دے صبر کرنے والوں کو (حضرت شیخ الہند)

" پہلے تو ان کا ذکر تھا جنہوں نے صبر کا اعلیٰ مرتبہ حاصل کیا یعنی شہداء -

اب فرماتے ہیں - کہ تمہارا علی العموم تھوڑی تھوڑی تکلیف اور مصیبت میں وقتاً فوقتاً امتحان لیا جائے گا - اور تمہارے صبر کو دیکھا جائے گا - صابرین میں داخل ہونا کچھ سہل نہیں - اسی واسطے متنبہ فرما دیا - (حضرت مولانا عثمانیؒ)

الحاصل اللہ کے نیک بندوں کو بھی بعض اوقات مصائب میں گرفتار کیا جاتا ہے - جس سے اُن کا امتحان مقصود ہوتا ہے - ان کی ثابت قدمی صبر، ہمت اور صبر کو دیکھا جاتا ہے - ان مصائب کی وجہ سے ان کے درجات بلند کئے جاتے ہیں -

رنج و مصیبت کے وقت کالائحہ عمل

(۱) صبر اور صلوٰۃ پر مداومت کریں - یہی طریقہ اللہ تعالےٰ سے مدد حاصل کرنے کا ہے -

(یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ط اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ٥) البقرہ - ع ۱۹

ترجمہ - اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لیا کرو - بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے -

۲ - رجوع الی اللہ کریں -

(وَلَقَدْ اَخَذْنٰھُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَکَانُوْا لِرَبِّھِمْ وَمَا یَتَضَرَّعُوْنَ ٥) المومنون ع ۵

ترجمہ - اور ہم نے پکڑا ان کو آفت میں پھر نہ عاجزی کی اپنے رب کے آگے اور نہ گڑگڑائے -

الحاصل - کسی مصیبت اور آفت میں خود کو گھرا دیکھے تو فوراً رجوع الی اللہ کرے - اس کے حضور میں جھکے - توبہ استغفار کرے - اوامر پر عمل کرے اور نواہی کو چھوڑ دے - غلط راہ ترک کرکے صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائے -

۳ - رضائے مولیٰ پر راضی رہیں -

حضرت سیدنا و مرشدنا امام ربانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں :-

" و بتقدیر و فعل و ارادۂ او تعالےٰ راضی باشید - "

یعنی اللہ تعالےٰ کی تقدیر، فعل اور ارادہ پر راضی رہیں -

الحاصل جو مقدر میں ہے وہ پیش آئے گا - اگر یہ عقیدہ مصائب کے ایام میں پیش نظر رہے تو قلب کو بڑا سکون رہے گا - یاد رکھیں - جب نہ زمین تھی نہ آسمان تھا - ان کی تخلیق سے پچاس ہزار برس قبل انسان کو پیش آنے والے واقعات اور حوادث لکھے جا چکے ہیں -

حدیث - حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے - کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالےٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا ہے - جبکہ اس کا عرش (تخت) پانی پر تھا - (مشکوٰۃ)

حدیث - حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا - یا رسول اللہ آپؐ نے زہر آلود بکری کھائی تھی - ہر سال اس کی تکلیف آپؐ کو ہوتی ہے - آپؐ نے فرمایا کہ جو چیز (یعنی اذیت و تکلیف یا بیماری) مجھ کو پہنچتی ہے وہ میرے لئے اس وقت لکھی گئی تھی جب کہ آدم (علیہ السلام) مٹی کے اندر تھے - (یعنی تقدیر میں یونہی تھا) (مشکوٰۃ)

اور نیز فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - کہ " میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں - پس جو میری (نازل کردہ) مصیبت پر صبر نہ کرے - اور میری قضا پر راضی نہ ہو جائے اُسے چاہئے کہ میرے سوا کوئی رب تلاش کرے " (اربعین امام غزالیؒ)

مایوس نہ ہو

مصیبت کے وقت تعلق باللہ درست کرلے - اور مایوسی اور نا امیدی کو قریب نہ آنے دے -

(فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ٥ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ط) سورہ انشرح

ترجمہ - سو البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے -

ہمت بڑھانے والی مثالیں

۱ - حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے عزیز ترین لخت جگر یوسف علیہ السلام کو خواب کا ذکر بھائیوں سے نہ کرنے کی ہدایت فرما کر تقدیر الٰہی کو نہ ٹال سکے - اُن کو شفیق پدر سے جُدا کیا گیا - گمنام کوئیں میں ڈال دیا گیا - رات کو روتے ہوئے لہو آلود کرتہ پیش کرتے ہوئے باپ کو بتایا - کہ اس کو بھیڑیا کھا گیا - اگرچہ یہ بہت بڑا صدمہ تھا - مگر یعقوبؑ علیہ السلام کی ہمت اور استقلال دیکھئے فرمایا :-

(فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ط وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ٥) سورہ یوسف ع ۲

ترجمہ - اب صبر ہی بہتر ہے - اور اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو تم ظاہر کرتے ہو -

بقول حضرت مولانا عثمانیؒ بہر حال صبر جمیل اختیار کرتا ہوں - جس میں کسی غیر کے سامنے شکوہ ہوگا نہ تم سے انتقام کی کوشش - صرف اپنے خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ اس صبر میں میری مدد فرمائے .... "

۲ - حضرت ایوب علیہ السلام کا امتحان

حدیث - سب سے زیادہ سخت امتحان نبیوںؑ کا ہوتا ہے - پھر صالح لوگوں کا - پھر ان سے نیچے درجے کے لوگوں کا - پھر ان سے کم درجے کے لوگوں کا -

(ابن کثیر تفسیر سورہ انبیاء آیت ۸۳-۸۴)

تفسیر حقانی میں ہے آپؑ کے (۱) سات بیٹے (۲) تین بیٹیاں (۳) سات ہزار بھیڑیں (۴) تین ہزار اونٹ (۵) پانچ سو جوڑیاں (۶) پانچ سو گدھیاں سب تلف ہوئیں - مگر آپ نے سُن کر سجدۂ شکر کیا اور کہا - " میں ماں کے پیٹ سے ننگا نکلا تھا اور ننگا ہی قبر میں جاؤں گا - " بیماری میں صابر رہے - ذاتِ باری تعالیٰ سے آپ کو یہ تمغہ ملا :-

(اِنَّا وَجَدْنٰہُ صَابِرًا ط نِعْمَ الْعَبْدُ ط اِنَّہٗ اَوَّابٌ ٥) سورہ ص آیت ۴۴

ترجمہ - بے شک ہم نے ایوبؑ کو صابر پایا - وہ بڑے اچھے بندے اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے -

پھر اللہ تعالےٰ نے ان کی دُعا قبول کی - تکلیف دُور ہوگئی - ان کے گھر والے دیئے - اور اتنا ہی ان کے ساتھ اللہ نے اپنی رحمت سے اور بھی دیا - اس واقعہ میں ذِکْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ٥ الانبیاء آیت ۸۴ عبادت کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے -

بقول ابن کثیرؒ " یہ سب کچھ ہماری رحمت کا ظہور تھا - ہمارے سچے عابدوں کے لئے نصیحت و عبرت ہے - آپ اہل بلا کے پیشوا تھے - یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ مصیبتوں میں پھنسے ہوئے لوگ اپنے لئے آپ کی ذات میں عبرت دیکھیں - بے صبری سے ناشکری نہ کرنے لگیں -

بقیہ لیلۃ القدر صفحہ ۱۲ سے آگے

شب قدر میں باری تعالیٰ کی تجلی ہوتی ہے۔ ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ آسمان سے دُنیا میں قرآن حکیم کا نزول ہوا۔ اس رات دُعا قبول ہوتی ہے۔ اس رات میں عبادت کا ثواب بہت زیادہ ہے

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ شب قدر سال میں دو مرتبہ ہوتی ہے۔ ایک وہ رات ہے جس میں احکام خداوندی نازل ہوتے ہیں۔ اور اسی رات میں قرآن شریف لوح محفوظ سے اُترا ہے۔ یہ رات رمضان کے ساتھ مخصوص نہیں تمام سال میں دائر رہتی ہے لیکن جس سال قرآن پاک نازل ہوا اس سال رمضان المبارک میں تھی اور اکثر رمضان المبارک ہی میں ہوتی ہے۔ اور دوسری شب قدر وہ ہے۔ جس میں روحانیت کا خاص انتشار ہوتا ہے اور ملائکہ بکثرت زمین پر اُترتے ہیں۔ اور شیاطین دُور رہتے ہیں۔ دُعائیں اور عبادتیں قبول ہوتی ہیں۔ یہ ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ اور اخیر عشرہ کی وتر راتوں میں ہوتی ہے۔ اور بدلتی رہتی ہے۔

شب قدر کے مخفی رکھنے کی حکمت

حضرت امام رازی نے اس کے چار وجوہات بیان کئے ہیں۔

(۱) یہ کہ حضرت خداوند جلّ و علیٰ نے دیگر چیزوں کی طرح اس کو بھی مخفی رکھا ہے۔ مثلاً اس نے اپنی رضا کو طاعات میں، تاکہ تمام طاعات کی رغبت پیدا ہو۔ اپنے غضب کو معاصی میں پوشیدہ رکھا ہے۔ تاکہ معاصی سے اجتناب کیا جائے۔ اپنے ولی کو لوگوں میں چھپایا ہے تاکہ ولی ہونے کے شبہ میں سب کی تعظیم و تکریم کی جائے۔ اجابت کو دُعا میں مبہم رکھا ہے۔ تاکہ تمام دُعاؤں میں کوشش ہو۔ اسم اعظم کو اپنے اسماء میں کہ تمام اسماء سے خیر و برکت حاصل کی جائے، صلوٰۃ وسطیٰ کو اس واسطے مخفی رکھا ہے تاکہ تمام نمازوں کی حفاظت کی جائے۔ موت کے وقت کو اس واسطے پوشیدہ رکھا ہے تاکہ مکلّف ڈرتا رہے۔ اسی طرح شب قدر کو بھی مخفی رکھا ہے تاکہ رمضان کی تمام راتوں کی تعظیم و تکریم ہو۔

اس رات کے پوشیدہ رکھنے کی دوسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ ایسی عظمت والی رات میں اگر بندہ غفلت شعاری سے کام لیتا تو بوجہ علم کے اس رات کی بے حرمتی کا جرم اس پر آتا۔ اور وہ عذاب شدید کا مستحق ہوتا۔ بلکہ ممکن تھا جس طرح ایک ہزار مہینوں کی عبادت کا ثواب تھا۔ ایسے ہی ایک ہزار مہینوں کے گناہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے۔ لہٰذا اپنے غایت کرم و شفقت کی وجہ سے خداوند حق سُبحانہٗ و تعالیٰ نے اس رات کو پوشیدہ رکھا تاکہ معصیت شعار بندے بھی کم از کم عذاب شدید سے محفوظ رہیں۔

اس رات کے پوشیدہ رکھنے کی تیسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ طالب عبادت اس رات کی تلاش میں رہ کر جدّ و جہد و مشقت کی وجہ سے اجتہاد و تتبع کا ثواب علیحدہ لے۔

شب قدر میں نزول ملائکہ کی وجہ

(۱) نزول ملائکہ اس لئے ہوتا ہے تاکہ وہ اُمتِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھیں کہ وہ محبتِ الٰہی میں کس قدر جدّ و جہد کرتے ہیں۔

(۲) اس لئے کہ ارواح طیبہ اور افرادِ قدسیہ کے درمیان انس و محبت پیدا ہو

(۳) جس طرح فرشتے مومنین کو جنت کے دروازوں پر سلام کہیں گے۔ اسی طرح دُنیا میں بھی جب مومنین مطیعین کو اوقاتِ خاص میں مشغول عبادات دیکھیں گے تو وہ تسلیم و زیارت کے لئے آئیں گے۔

مبارک ہیں وہ مسلمان جو ملائکہ کا سلام لیتے ہیں۔

عاشقانِ شب قدر کی بے تابی

حقیقتاً اگر دیکھا جائے تو کائناتِ روحانی کے باشندے، بادۂ عرفان کے متوالے، محبوبِ حقیقی کے طلبگار۔ مطلوب تحقیقی کے نثار، شمع جمال کے پروانے، نورِ حبیب کے دیوانے اس رات کے لئے بیتاب رہتے ہیں۔

اللہ اللہ کیسی پیاری رات ہے۔ کہ ربّ جلیل اپنا کرم خاص بندوں پر فرما کر غروب آفتاب سے طلوع فجر تک برابر محبت بھری صداؤں میں اپنے بندوں کو پُکارتا ہے۔ کیا ہے کوئی جو ہم سے بخشش طلب کرے اور ہم بخشیں؟ کیا ہے کوئی جو رزق مانگے۔ اور ہم اُسے عطا فرمائیں؟ کیا ہے کوئی جو صحت کا طالب ہو اور ہم اُسے شفا دیں؟ کیا ہے کوئی جو یہ مانگے وہ مانگے اور ہم اُسے عنایت کریں؟

حاصلِ کلام

شب قدر کی برکات و فضیلت آپ نے سُن لی ہیں اور معلوم کرلیا ہے۔ کہ جناب باری عزّ و اسمہٗ نے تم کو کس طرح سے اس رات میں عبادت گزاری پر اُبھارا ہے اور کس رحمت و شفقت سے شب بیداری کی رغبت اور حرص دلائی ہے۔ اگر اب بھی تم اس سنہری موقعہ کو غفلت اور معصیت میں کھو دو تو تم بہت بدنصیب ہو۔

بہرحال شب قدر ایک ہو یا دو ہر شخص کو اپنی ہمت و وسعت کے موافق تمام سال اس کی تلاش میں سعی کرنا چاہئے ہوسکے تو رمضان بھر جستجو چاہئے۔ اگر یہ بھی مشکل ہو تو عشرہ اخیرہ کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ اتنا بھی نہ ہوسکے، تو عشرۂ اخیرہ کی طاق راتوں کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے۔ کیونکہ اگر تائید ایزدی شامل حال ہے اور کسی خوش نصیب کو یہ میسّر ہو جائے تو پھر دُنیا کی تمام نعمتیں اور راحتیں اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ لیکن اگر میسّر نہ بھی ہو تب بھی اجر سے خالی نہیں بالخصوص مغرب اور عشاء کی نماز جماعت سے مسجد میں ادا کرنے کا اہتمام تو ہر شخص کو بہت ضروری ہونا چاہئے۔ کہ اگر خوش قسمتی سے شب قدر کی رات میں یہ دو نمازیں جماعت سے میسّر ہو جائیں تو کس قدر باجماعت نمازوں کا ثواب ملے۔

روزۂ رمضان سے فتوحات میں سب سے بڑی فتح لیلۃ القدر کی جھلک ہے۔ اس جھلک سے مستنیر ہونے کے لئے آخری عشرہ کا اعتکاف ضروری ہے۔

پس جو شخص گوش شنوا، عقل رسا، قلب سلیم اور اپنے دل کی گہرائیوں میں نیک عمل کی خواہش اور سچی تڑپ رکھتا ہو وہ سُن لے کہ شب قدر کی عظمت و بزرگی اُسے پیغام عمل دیتی ہے۔ اور مژدۂ جنت سُناتی ہے۔ اگر کسی نے ثواب حاصل کرنا ہو اور نیکی کمانا ہو تو اُٹھے اور کمربستہ ہو جائے۔

ان برکات و سعادات کا تقاضا ہے۔ کہ ہم رمضان کے آخری عشرہ میں بیدار رہیں۔ اور اپنے مولا سے گناہوں کی معافی مانگیں۔ کیا عجب ہے کہ شب قدر کی دُعاؤں کے صدقہ میں تمام مصائب و آلام سے نجات مل جائے

بقیہ حلقہ احباب صفحہ ۱۴ سے آگے۔

ہے۔ جہاں اُن کی دُور رس نگاہوں سے ایک ذرّہ بھی اوجھل نہیں رہ سکا۔ اور پھر نور توحید کی برکت سے زبان اتنی بیباک پائی ہے۔ کہ پورے خدا داد جوشِ ایمان سے اُن لوگوں کی بدعنوانیاں اور غیر مآل اندیشیاں مسلمانوں کے سامنے رکھ رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اہلِ مغرب نے ایک ایسی روش پر چلنا شروع کیا ہے۔ جو زود یا بدیر اُن کی ہلاکت پر منتج ہوگی۔ اور وہ روش لادینی کی روش ہے۔ دیکھئے مسیحی سیاسیات کی دھجیاں فضائے آسمانی میں کیسے اُڑائی گئی ہیں۔

گرگے اندر پوستینِ برّہ

ہر زماں اندر کمینِ برّہ

اہلِ یورپ کی درندگی کا حال یہ ہے۔ کہ وہ اپنی اس ننگِ انسانیت عادت کو چھپانے کے لئے بکری کے بچّہ کی کھال اوڑھے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بھیڑیا سے بھی زیادہ خونخوار ہیں۔ اور ہر وقت کسی سادہ لوح اور کمزور قوم کو ہڑپ کرنے کے درپے ہیں۔ انسانی دُنیا میں جتنی مشکلات نظر آتی ہیں۔ خواہ وُہ اقتصادی ہیں یا مذہبی۔ سیاسی ہیں یا سماجی۔ انفرادی ہیں یا اجتماعی۔ مُلکی ہیں یا بین الاقوامی تمام کی تمام اہلِ یُورپ کے خبثِ باطن کا نتیجہ ہیں۔ حقیقت میں انسانی پریشانیوں کا باعث ان لوگوں کی ہی پُر فریب چالیں ہیں۔ کیونکہ ان کی نگاہوں میں انسان کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ وہ آدمی کے اُس مقام سے ناآشنا ہیں۔ جو احسن تقویم کی حقیقتوں میں پنہاں ہے۔ اُن کے نزدیک آدمی فقط پانی اور مٹی کا پُتلا ہے۔ اور اُس کا مقصدِ حیات صرف چند روزہ عیش و عشرت کے سوائے کچھ بھی نہیں۔ در اصل یہ ظالم لوگ اپنی بد اعمالیوں کی پاداش سے بے خوف ہو چکے ہیں۔ بلکہ اُن کا آخرت پر یقین ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کی آخری منزل اُس کی موت کو ہی سمجھ بیٹھے ہیں۔

جاوید۔ تعجب کی بات ہے کہ یہ اُس شخص کا کلام ہے جس کو انگریزوں نے سر کا خطاب دیا تھا۔

مسعود۔ ان اشعار میں کس قدر بے باکی ہے۔

اختر۔ اہلِ یورپ کی بین الاقوامی سیاست کے بخیئے اُدھیڑے جا رہے ہیں۔

سیّد آلِ احمد

شانِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

مرے آقا تمہاری شان اور شوکت کا کیا کہنا

شہِ کون و مکاں ہو سطوت و عظمت کا کیا کہنا

زمیں سے آسماں تک ہے تمہارے حسن کا چرچا

تمہاری سیرتِ اطہر کا اور صورت کا کیا کہنا

تمہارے نُور سے ہر سُو اجالا ہی اجالا ہے

تجلّیاتِ نورِ ذات کی وسعت کا کیا کہنا

کیا اعلانِ حق تم نے صنم خانوں کی دُنیا میں

ستونِ کفر لرزاں ہو گئے ہیبت کا کیا کہنا

وفورِ رنج و غم سے اب پریشاں حال ہے احمد

ہجومِ یاس نے گھیرا ہے پھر حسرت کا کیا کہنا

بچّوں کا صفحہ

حاجی کمال الدین صاحب

عطیہ

پیارے بچو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ میری اُمّت کو رمضان شریف میں چار چیزیں اللہ پاک نے خاص طور پر عطا فرمائی ہیں۔ جو پہلی اُمّتوں کو نہیں ملیں۔ وہ یہ ہیں:-

۱- روزہ دار کے مُنہ کی بُو بارگاہِ الٰہی میں مُشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

۲- روزہ دار کے لئے ہر روز جنّت سجائی جاتی ہے۔

۳- رمضان شریف میں شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ کہ وہ اس مبارک ماہ میں اُن بُرائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں۔

۴- رمضان شریف کی آخری رات میں روزہ داروں کے لئے بخشش کی جاتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ کہ حضورؐ کیا یہ شب قدر کی رات ہے؟ ارشاد فرمایا نہیں۔ یہ تو یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دیدی جاتی ہے۔

عزیز بچّو! اللہ پاک کا کتنا بڑا انعام ہے۔ کہ یہ چار چیزیں پہلی اُمّتوں کے روزہ داروں کو نہیں ملیں۔ اور ہمیں ملی ہیں۔ اب ہمیں چاہیئے کہ ان کے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ وقت گزرنے پر یہ موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔ اور انعام بھی وہ انعام کہ جس کی کوئی حد نہیں کہ روزہ دار کے مُنہ کی بُو کا بدلہ خُوشبو سے عطا فرمائیں گے۔ گویا اللہ پاک کے نزدیک اس بُو کی قدر مُشک سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ یہ در اصل محبت کی بات ہے۔ محبت میں اس کی بو بھی ہزار خوشبوؤں سے بہتر ہُوا کرتی ہے۔ اور یہ تو اصل میں روزے دار کا اکرام ہے۔ جو بمنزلہ محبوب کے بن جاتا ہے۔ اور روزہ تو اللہ پاک کو اتنا محبوب ہے۔ کہ روزہ کا بدلہ اللہ پاک خود ہو جاتا ہے۔ اسی لئے روزہ دار سے اللہ پاک تو بے حد محبت کرتے ہیں۔ اور ملائکہ اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ اور پھر جنّت ہر روز اُن کے لئے آراستہ کی جاتی ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے۔ کہ سال کے شروع ہی سے جنّت کو مزیّن کیا جاتا ہے۔ اور قاعدے کی بات ہے کہ جس کے آنے کا جس قدر اہتمام ہوتا ہے اُتنا ہی پہلے اس کا انتظام کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ بیاہ شادی کا مہینوں سالوں پہلے سے اہتمام کیا جاتا ہے۔ حضورؐ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اس مہینے میں خاص طور پر اللہ پاک روزہ داروں پر بہت مہربان ہوتا ہے۔ رحمتیں اُتارتا ہے۔ گناہ معاف کرتا ہے۔ دُعائیں قبول کرتا ہے۔ اور یہ دیکھتا ہے کہ کون کون ذوق و شوق کے ساتھ روزے رکھتا ہے اور عبادت کرتا ہے پھر فرشتوں میں اس کی تعریف کرتا ہے۔ کہ دیکھو میرا بندہ کس طرح میری عبادت میں لگا ہُوا ہے۔ پس تم کو لازم ہے کہ اللہ تعالےٰ شانہ، کو راضی کرو۔ جو اس مہینے میں اللہ تعالےٰ کی رحمت و بخشش سے محروم رہا وہ بڑا ہی بدنصیب ہے۔

پیارے بچّو! اللہ پاک کی محبت کا اندازہ لگاؤ۔ کہ وہ اپنے روزہ دار بندوں کی خاطر اس ماہ میں شیطانوں کو قید کر دیتا ہے۔ تاکہ وہ ان کو نہ بہکائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس ماہ میں گناہوں کا زور کم ہوتا ہے۔ بہت سے بھنگی۔ چرسی۔ شرابی کبابی رمضان شریف میں خصوصیت سے نہیں پیتے۔ اور اسی طرح سے اور گناہوں میں بھی کمی ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود گناہ ہوتے پھر بھی ضرور ہیں۔ جس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ سال بھر تک گناہوں کے ہونے کی وجہ سے نفس ان کے ساتھ اس درجہ مانوس ہو جاتا ہے کہ وہی خیالات اپنی طبیعت بن جاتے ہیں۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جب کوئی آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا قلب بالکل سیاہ ہو جاتا ہے۔ پھر کوئی نیکی کی بات اس کے دل تک نہیں پہنچتی۔ اسی کو اللہ پاک نے اپنے کلام میں کلّا بل ران علیٰ قلوبھم سے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ان کے دل زنگ آلود ہو گئے۔ ایسی حالت میں وہ دل اُن گناہوں کی طرف خود متوجہ ہوتے ہیں۔ جب غیر رمضان میں ان گناہوں کو کرتے رہتے ہیں تو دل اُن کے ساتھ زنگے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے رمضان شریف میں بھی ان کے سرزد ہونے کے لئے شیطانوں کی ضرورت نہیں پڑتی۔

پیارے بچو! خدا تعالےٰ کے انعام کا کیسے شکریہ ادا کیا جائے۔ اس نے روزہ دار کی دُعا کو قبول فرما لیا۔ اس کے گناہوں کو بخش دیا۔

روزہ توڑنے کا کفارہ

مندرجہ ذیل چیزوں سے روزہ بھی ٹوٹ جاتا ہے اور قضا و کفارہ دونوں لازم آتے ہیں (۱) جان بوجھ کر قصداً کچھ کھا پی لینا (۲) فطری یا غیر فطری طور پر تعلّقات خصوصی کا ارتکاب کرنا۔ (۳) دوا یا نشہ پینا۔ (۴) حُقّہ، سگریٹ، بیڑی، نسوار وغیرہ کے قصداً استعمال کرنے سے (۵) اگر مرد عورت میں سے ایک مجنُون اور ایک عقلمند ہو تو جماع سے عاقل پر کفارہ و قضا دونوں واجب ہیں۔ (۶) اگر روزہ کی نیّت کر لی اور پھر سفر کا قصد کر لیا۔ اس وجہ سے گھر پر ہی روزہ توڑ دیا تو اس پر بھی قضا و کفارہ دونوں واجب ہونگے البتہ اگر سفر شرُوع کر کے بستی سے باہر نکلنے کے بعد سفر کی صعُوبت و مشقّت کی وجہ سے توڑ دیا تو کفارہ نہ ہوگا۔ صرف قضا ہوگی۔ (۷) کفارہ صرف رمضان کے روزہ کا واجب ہوتا ہے۔ اور کسی روزہ کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ، ششماہی چھ روپے
سہ ماہی —— تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل (مغربی پاکستان)

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔